تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

مثالی حکمراں

تمام دنیا کی تاریخ میں کوئی ایسا حکمراں دکھا سکتے ہو؟ جس کی معاشرت یہ ہو کہ قمیص میں دس دس پیوند لگے ہوں، کاندھے پر مشک رکھ کر غریب عورتوں کے یہاں پانی بھر آتا ہو، فرش خاک پر پڑا رہتا ہو، بازاروں میں پڑا پھرتا ہو، جہاں جاتا ہو جریدہ وتنہا چلا جاتا ہو، اونٹوں کے بدن پر اپنے ہاتھ سے تیل ملتا ہو، درودربار، نقیب وچاؤش، حشم وخدم کے نام سے آشنا نہ ہو اور پھر یہ رعب وداب ہو کہ عرب وعجم اس کے نام سے لرزتے ہوں اور جس طرف رخ کرتا ہو زمین دہل جاتی ہو، سکندر وتیمور تیس تیس ہزار فوج رکاب میں لے کر نکلتے تھے جب ان کا رعب قائم ہوتا تھا، عمر فاروقؓ کے سفر شام میں سواری کے ایک اونٹ کے سوا اور کچھ نہ تھا لیکن چاروں طرف غل پڑا ہوا تھا کہ مرکز عالم جنبش میں آ گیا ہے۔

علامہ شبلی نعمانیؒ

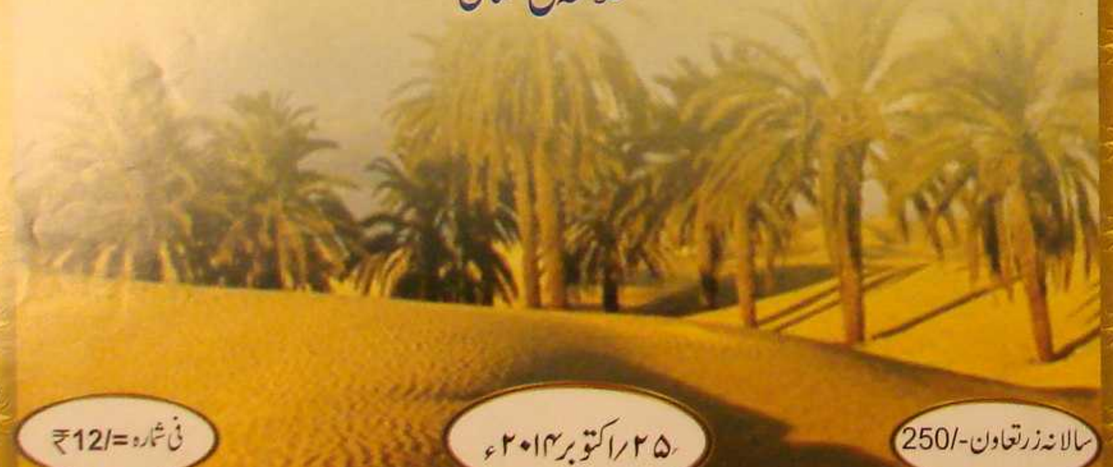

نئی شمارہ =/12₹ | ۲۵/اکتوبر ۲۰۱۴ء | سالانہ زرتعاون -/250

Postal Regd. No. LW/NP/63/2012TO2014
R. N. I. No. UP. Urd/2001/6071
Despatch Date, 10-12 / 25-27

Vol. No. 51 Issue No.23

Fortnightly
TAMEER-E-HAYAT
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

Ph. Off. : 0522-2740406
Fax : 0522-2741221
E-mail : nadwa@sancharnet
www.nadwatululama.org

10 October 2014

Booking Open

SAITECH GRACE
An Ideal House You Truly Deserve

2 BHK / 3 BHK & 4BHK
Premium Flats Available
at Affordable Prices

FACILITIES /AMENITIES

24X7 security system, Intercom / EPABX system from Entrance Gate, Power Backup through Generator, Internet connectivity, Pressurized water supply system, High quality single lever bathroom fittings, Open and covered car parking, Children play ground, Jogging / walking track, Gymnasium provision, Automatic high speed lifts, Fire Fighting System, Ample open and covered (stilt and basement) car parking space, Visitor's Parking.

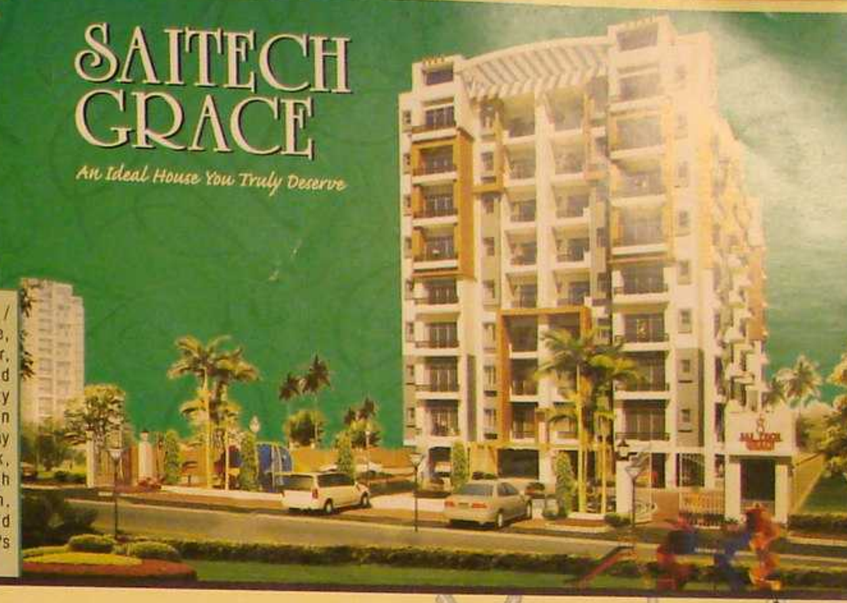

BUILDERS & DEVELOPERS
SAITECH INFRASTRUCTURE PVT. LTD.
MAS COLONISERS (INDIA) PVT. LTD.

Corporate Office
06-F.F., Natraj Complex, 11 B.N. Road, Lalbagh,
Lucknow - 226001
Tele Fax : +91-522-4077160
Mob.:7071327555, 9450200000,
9450931440, 9415022240
Website : www.saitechbuilders.com
E-mail : saitechinfra@gmail.com

Site Office 485/8, Mohan Meakin Road,Daliganj, Lucknow.

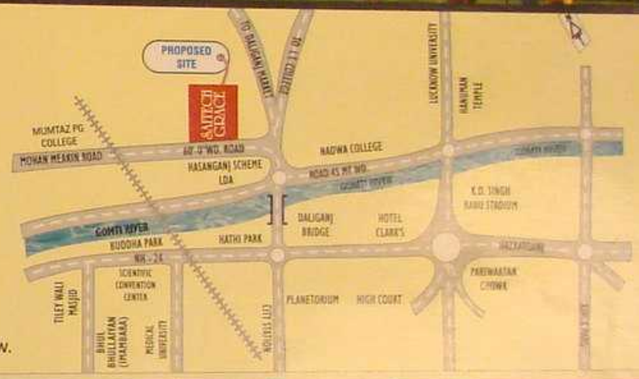

آصفی کے قدیم مشہور ومعروف صندل سے تیار کردہ
روغنیات، عرقیات، کولر پرفیوم، کار پرفیوم، روم فریشنر، فلور پرفیوم، روح گلاب،
روح کیوڑہ، عرق گلاب، عرق کیوڑہ، اگربتی، ہربل پروڈکٹ
کی ایک قابل اعتماد دوکان
ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں
تیار کردہ

IZHARSON PERFUMERS
H.O. : Akbari Gate, Chowk, Lucknow.
Tel : 0522-2255257 Mobile : +91-9415009102
Branch : C-5 Janpath Market, Hazratganj
Lucknow 226001 U.P. INDIA Cell:91-9415784932
E-mail : izharsonperfumers@yahoo.com

اظہارسن پرفیومرس
اکبری گیٹ چوک لکھنؤ
برانچ: C-5، جنپتھ مارکٹ، حضرت گنج

Designed By : Future Graphix, Lko. Mobile : 7860632916

Editor *Shamsul Haq Nadwi*, Printed & Published by *Athar Husain*
On behalf Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat at Azad Printing Press Mahboob Building Nazirabad, Lko. Ph: 9415100085

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پندرہ روزہ **تعمیرِ حیات** لکھنؤ

جلد نمبر ۵۱ — ۲۵/اکتوبر ۲۰۱۴ء مطابق ۳۰/ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ — شمارہ نمبر ۲۴

اس شمارے میں

شعر و ادب
مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے ید بیضا — علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ — ۲

اداریہ
مسلمانوں کی محبت آقائے مدنیؐ سے — شمس الحق ندوی — ۳

آداب زندگی
مواعظ و نصائح اور سیرت صالحین — خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ — ۵

پاجا سراغ زندگی
نعمت علم دین کی قدر کیجیے! — حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی — ۸

حلات حاضرہ
دماغی اذیت پہونچانے کی یہودی سازش — مولانا عبداللہ عباس ندویؒ — ۱۳

رضائے الٰہی
آپ اخلاص اور ایثار کے جوہر شناس ہیں — مولانا ابوالکلام آزادؒ — ۱۴

فکر معاصر
عالم اسلام کی ابتری کا سبب — مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی — ۱۵

علوم قرآن
قرآن کریم کا تدوینی ارتقاء — مولانا سید صہیب حسینی ندوی — ۱۷

عالم اسلام
اردگان کی کامیابی اور درپیش چیلنج — ارشاد الرحمٰن — ۱۹

کاروان علم و دعوت
پوری انسانیت کی فکر کیجیے! — محمود حسن حسنی ندوی — ۲۲

منزل بہ منزل
مذاکرۂ علمی دارالقضاء کمیٹی بورڈ — جاوید اختر ندوی — ۲۶

رپورٹ
المواہب اللطیفہ کی رونمائی — سید سحبان ثاقب ندوی — ۳۰

فقہ و فتاویٰ
سوال و جواب — مفتی محمد ظفر عالم ندوی — ۳۲

زیر سرپرستی
حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مولانا مفتی محمد ظہور ندوی
(نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

زیر نگرانی
مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی
(ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر مسئول
شمس الحق ندوی

نائب مدیر
محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت
- مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری
- نعیم الرحمٰن صدیقی ندوی

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ
Tameer-e-Hayat
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-226007, Ph.:0522-2740406
www.nadwatululama.org, E-mail: nadwa@sancharnet.in
مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

سالانہ زر تعاون -/250	فی شمارہ -/12	ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک کے لئے۔ 50$ ڈالر

ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ کے پتہ پر روانہ کریں۔ چیک سے بھیجی جانے والی رقم صرف All CBS Payable Multicity Cheques روانہ فرمائیں، بصورت دیگر =/30 جوڑ کر چیک دیں۔ براہ کرم اس کا خیال رکھیں۔

آپ کے خریداری نمبر کے نیچے اگر کالی لکیر ہے تو سمجھئے کہ آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا جلد ہی زر تعاون ارسال کریں اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ اگر موبائل یا فون نمبر ہو تو اپنے شہر کے کوڈ نمبر کے ساتھ لکھئے۔ (منیجر تعمیر حیات)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے آزاد پرنٹنگ پریس، نظیر آباد، لکھنؤ سے طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ٹیگور مارگ، بادشاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔

ترتیب خلافت میں قدرت الٰہی کی کارفرمائی

آپ اس نظامِ نیابت کو دیکھیں جو ''خلافت راشدہ'' کے لقب سے مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے سفر کرنے کے بعد جو شخصیتیں مسندِ خلافت پر آئیں اور پھر جس ترتیب کے ساتھ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئیں، اور اللہ تعالیٰ نے فرائضِ خلافت ادا کرنے کا جو موقعہ ان کو عطا فرمایا یہ بالکل ''ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ'' کا مظہر ہے، اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی ترتیب اور ایسے نظام کے ساتھ چلایا کہ وہ اس کی رحمت واسعہ، اس کی حکمت بالغہ اور اس کی قوت قاہرہ کی ایک مثال ہے۔

دنیا کے مذاہب وادیان اور اقوام وملل اور فلسفۂ تاریخ پر نظر رکھنے والے مفکرین اگر کہیں جمع ہوں اور ان کو اس کا پورا اختیار دیا جائے کہ وہ اپنے تاریخی تجربہ اور مذاہب وادیان اور اقوام وملل کے اسباب زوال وارتقاء کے مطالعہ کی مدد سے اس سے بہتر ترتیب قائم کریں، تو میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں، اور تاریخ اور فلسفۂ تاریخ کے ایک طالب علم اور خاص طور پر ادیان وملل کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے فرد کی حیثیت سے پورے دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ اس سے بہتر ترتیب سوچ نہیں سکتے اور اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے، اکثر ایسا ہوا ہے کہ کوئی عہد گزر گیا ہے، یا ملوک وسلاطین کا کوئی سلسلہ مکمل ومختتم ہو چکا ہے، کوئی سلسلہ حکومت یا شاہی خاندان اپنی مدت ختم کر چکا ہے، بعد میں فلسفہ تاریخ پر نظر رکھنے والے جو لوگ آئے اور انہوں نے ان کی ترتیب پر اور اس ترتیب کے نتائج پر اور پھر ملک ومعاشرہ پر پڑنے والے اس کے اثرات پر غور کیا تو ان کو کہیں نہ کہیں یہ کہنے کا موقعہ ضرور مل گیا کہ اگر ایسا ہوا ہوتا تو زیادہ بہتر تھا، فلاں کے بعد اگر فلاں آیا ہوتا تو زیادہ اچھا ہوتا، اگر وہ پہلے نمبر پر ہوتا تو زیادہ مفید ثابت ہوتا، اگر وہ دوسرے نمبر پر آیا ہوتا تو زیادہ بہتر ثابت ہوتا، اور پھر جیسا کہ کسی کہنے والے نے کہا ہے کہ ایک حرف ''کاش'' ایسا ہے کہ مجھے سو جگہ لکھنا پڑا ہے ع

یک حرف کاشکیست کہ صد جا نوشتہ ایم

وہ بھی سو جگہ لکھنے پر مجبور ہوتا کہ کاش ایسا ہوتا، کاش ویسا ہوتا، میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ صرف مسلمان ہی نہیں دنیا کی دوسری قوموں کے اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات اور مغربی اقوام کے بہترین مفکرین، تاریخ داں اور فلاسفہ اور بڑے بڑے مبصرین جمع ہو کر اسلام کے عہد اول کی تاریخ کا مطالعہ کریں اور ان کو آزاد چھوڑ دیا جائے اور کہہ دیا جائے کہ وہ اپنے ذہن ودماغ سے اور اپنے تاریخی مطالعہ کی روشنی میں اس دین کی حفاظت کرنے والوں، اور اس کو دنیا میں پھیلانے والوں کا ایک چارٹ تیار کریں اور ایک نقشہ بنائیں کہ کس کو کس کے بعد آنا چاہئے تھا، تو میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس سے بہتر چارٹ بنا نہیں سکتے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

شعروادب

مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے ید بیضا

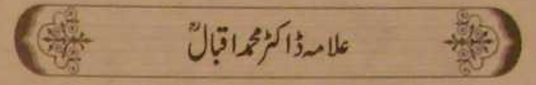
علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ

غلامی کیا ہے؟ ذوق حسن و زیبائی سے محرومی ☆ جسے زیبا کہیں آزاد بندے، ہے وہی زیبا
بھروسا کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر ☆ کہ دنیا میں فقط مردان حر کی آنکھ ہے بینا
وہی ہے صاحب امروز جس نے اپنی ہمت سے ☆ زمانے کے سمندر سے نکالا گوہر فردا
فرنگی شیشہ گر کے فن سے پتھر ہوگئے پانی ☆ مری اکسیر نے شیشے کو بخشی سختی خارا
رہے ہیں اور ہیں فرعون میری گھات میں ابتک ☆ مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے ید بیضا
وہ چنگاری خس وخاشاک سے کس طرح دب جائے ☆ جسے حق نے کیا ہونیستاں کے واسطے پیدا
محبت خویشتن بینی، محبت خویشیں داری ☆ محبت آستان قیصروکسریٰ سے بے پروا
عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر ہوجائیں ☆ 'کہ برفتراک صاحب دولتے بستم سر خود را'
وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے ☆ غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق ومستی میں وہی اول وہی آخر ☆ وہی قرآں وہی فرقان وہی یٰسین وہی طاہا
سنائی کے ادب سے میں نے غواصی نہ کی ورنہ ☆ ابھی اس بحر میں باقی ہیں لاکھوں لولوے لالا

☆☆☆☆☆

اداریہ

مسلمانوں کی محبت، آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

شمس الحق ندوی

۱۴۳۶ھ کا آغاز ہونے جارہا ہے، وہی رحمت عالم، سراپا اخلاق ومحبت، فقیروں کے ملجا، ضعیفوں کے ماوی، یتیموں کے والی، غلاموں کے مولی، جو طائف کے نوجوان اوباشوں کی سنگ باری کے جواب میں بددعا کے بجائے یہ دعائیہ الفاظ ؎

الٰہی فضل کر کہسار طائف کے مکینوں پر ☆ الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

کیا کسی پتھر دل کی آنکھوں سے اس سراپا رحمت کی زبان سے سن کر آنسو نہ ٹپک پڑیں گے۔

وہی جس کے جسم اطہر پر اس کعبہ کے اندر جس میں خود کفار مکہ کسی کو ستانا جرم سمجھتے تھے، عین سجدہ کی حالت میں، اونٹ کی اوجھ رکھ کر سرداران قریش ان کی ہنسی اڑا رہے تھے، وہی جس نے اپنے جانی دشمن ابوسفیانؓ کو امان دے دی، وہی جس نے اپنے محبوب چچا حضرت حمزہؓ کے اعضاء کاٹ کر ہار بنا کے پہننے اور کلیجہ چبانے والی ہندہؓ کو معاف کردیا، وہی جس کی راہ میں کانٹے بچھائے جاتے تھے، وہی جو گالیاں سن کر دعائیں دیتا تھا، وہی جس نے مکہ چھوڑتے وقت کعبہ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا تھا: مکہ تو مجھ کو تمام دنیا سے عزیز ہے، لیکن تیرے فرزند مجھ کو رہنے نہیں دیتے۔ مدینہ پہنچ کر اپنے انصار اور مہاجر ساتھیوں سے ٹھہر جاتا ہے، اور اسلامی معاشرہ کی داغ بیل پڑتی جس میں ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا ہے، اس کے دُکھ درد میں کام آتا ہے، پورا معاشرہ ایک جسم کی طرح ہوتا ہے، ہر ایک دوسرے کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتا ہے، اور اس کی دلداری کرتا ہے، اس معاشرہ میں وہ جو دوسروں کا مال اپنا مال سمجھتے تھے، اب وہ اپنا مال دوسروں کا مال سمجھنے لگے، جن کو دن کی روشنی میں لوگوں کا مال لوٹ لینے میں باک نہ تھا وہ رات کی تاریکی میں شاہ ایران کا تاج زریں جو لاکھوں روپے کی مالیت کا تھا، اپنے کمبل میں چھپا کر امیر کے پاس پہنچا دیتا ہے۔

اس معاشرہ میں شریفانہ انسانی خصائل کا چلن ہوا، پاکیزہ سیرت وکردار اور پیار ومحبت کی ایسی بہار آئی کہ حقوق طلبی کے بجائے فرض شناسی اور حرص ولالچ کے بجائے ایثار کا ایسا شوق وجذبہ پیدا ہوگیا تھا کہ:

"یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَة". (خواہ وہ کتنے ہی ضرورت مند ہوں، دوسروں کو اپنے پر ترجیح دیتے ہیں) یہ سب کچھ کرشمہ تھا اس رحمت عالم کی ان قربانیوں، صبر وضبط، حلم وبردباری، اور انسانیت کی چارہ سازی کے لیے گھربار، کنبہ وخاندان، سب کچھ قربان کردینے کا اور شرک وبت پرستی میں ڈوبی دنیا میں اس صدا کا کہ: "یَا اَیُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا ملوگو! کہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں کامیاب ہوجاؤ گے، اے اللہ سے بھاگنے والو! اللہ کی طرف بھاگو اور اس کے سوا کسی کو معبود نہ بناؤ، میں اس طرف سے تم کو ڈرانے والا ہوں۔

"فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰهِ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ، وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ". [ذاریات/۵۰-۵۱]

کفار قریش نے اس سرور عالمؐ کے ساتھ جو کچھ کیا تھا، ان کی دعوت کے عام ہوجانے اور عالمی پیمانے پر دنیائے انسانیت میں اس زبردست تبدیلی کے باوجود جس میں صدیوں کی دکھی انسانیت کو سکون وچین نصیب ہوا، اور کہنے والے نے کہا ؎

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے ☆ یہ سب پود انہیں کی لگائی ہوئی ہے

اس سے عداوت ودشمنی کا سلسلہ ان پوری ساڑھے چودہ صدیوں میں برابر جاری رہا ہے، نئے نئے ابولہب وابوجہل آتے رہے ہیں ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز ☆ چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

لیکن اس جان بہاراں کے فدائیوں پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑا، وہ اس کی محبت وفدائیت میں سرشار رہتے ہیں، اپنی بہت سی کوتاہیوں کے باوجود یہ کہنے میں ان کو باک نہیں ہوتا کہ ؎

جان چاہو جان لے لو مال چاہو مال دوں گا ☆ مگر یہ ہم سے نہ ہوسکے گا نبی کا جاہ وجلال دوں گا

کوئی اس طرح اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتا ہے ؎

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر — خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابتؓ نے کہا تھا ؎

ان ابی ووالدہ و عرضی — لعرض محمد منکم وقاء

(ہماری عزت، ہمارے باپ دادا کی عزت سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وآبرو کے لیے ڈھال ہے)۔

یہی وہ جذبہ محبت ہے جس کی دبی ہوئی چنگاری اپنے وقت میں بھڑک کر اس کو شعلۂ جوالہ بنا دیتی ہے، اور " لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب الیه من والده وولده والناس أجمعین " کا کرشمہ سامنے آجاتا ہے، یعنی تم میں کوئی شخص اس وقت تک مومن (کامل) نہیں جب تک میں اس کو اس کے مال و اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں)۔

ایک صاحب نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے لیے اولاد سے زیادہ اپنی محبت کو شرط ٹھہرایا ہے، اور مجھے تامل ہے کہ کیا واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میری محبت میری اولاد سے بڑھ کر ہے؟ حضرت تھانویؒ نے فرمایا یقیناً اولاد سے بڑھ کر ہے، پھر ان سے پوچھا اگر تمہارا لڑکا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں (نعوذ باللہ) بے ادبی کے الفاظ استعمال کرے یا برا بھلا کہے تو کیا کرو گے؟ وہ صاحب کہنے لگے کہ اگر اس نے ایسا کہا تو میں اسے ذبح کر ڈالوں گا، حضرت تھانوی نے فرمایا: تمہاری یہ بات دلیل ہے کہ تمہارے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمہاری اولاد سے بڑھ کر ہے۔

آقائے مدنیؐ کے عاشقوں کی زبان کبھی اس طرح کھلتی ہے اور عشق ومحبت کے ترانے اس طرح فضا میں گونجتے ہیں ؎

ذکر اس کا ہے با چشم پرنم — نازاں ہے جس پر تاریخ آدم

ایماں مطلق ارشاد محکم — نور مجسم جان دو عالم

ابھرا ہے جب سے ہستی کا تارا — طوفاں بکف عالم ہی سارا

بے سود کشتی جھوٹا کنارا — ختم رسل کا بس ایک سہارا

کوئی محبت کے نغمے اس طرح گاتا ہے ؎

اے کہ ترا جمال ہے زینت محفل حیات — دونوں جہاں کی رونقیں ہیں تیرے حسن کی زکوٰۃ

تیری جبیں سے آشکار پرتو ذات کا فروغ — اور ترے کوچہ کا غبار سرمۂ چشم کائنات

کوئی اپنی تمنا اور محبت اس طرح بیان کرتا ہے ؎

تمنا ہے درختوں پر ترے روضہ کے جا بیٹھے — قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

یہ مشہور شاعر شہیدی کا شعر ہے۔ سابق ناظم ندوۃ العلماء مولانا حکیم عبدالحی حسنی رائے بریلویؒ اپنی کتاب "گل رعنا" میں لکھتے ہیں کہ وہ حج ادا کر کے مدینہ منورہ جا رہے تھے تو راستہ ہی میں بیمار پڑے اور جب اس مقام پر پہنچے جہاں سے روضۂ اطہر نظر آتا تھا، ایک حسرت ناک نظر اس پر ڈالی اور طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔

اب جب کہ نیا ہجری سال شروع ہونے جا رہا ہے اور ذات نبویؐ سے مسلمانوں کے اس عشق ومحبت کی ایک ہلکی تصویر سامنے آگئی ہے تو ہم اپنا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ گذرے ہوئے دنوں میں ہم نے اپنے محبوب کی اداؤں اور سنتوں کو کہاں تک اپنایا؟ اور اپنی زندگی کو اس سانچے میں ڈالنے کی کوشش کی ہے؟ اگر کوتاہیاں نظر آتی ہیں اور ہم بھول چوک یا رسوم ورواج کے شکار ہوئے ہیں تو اب اس نئے سال سے زندگی کا سفر کس طرح جاری رکھنا ہے؟ ہمارے گرد وپیش کی بگڑی ہوئی دنیا کے حالات ہم سے کس بات کا تقاضا کر رہے ہیں، ان حالات میں اپنے محبوب کے ارشاد کی روشنی میں کہ: "من أحیا سنتی عند فساد أمتی فله أجر مائة شهید" (جس نے میری امت میں بگاڑ کے وقت میری سنت کو زندہ کیا، اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا)۔

سوچیں کیا ہم اپنی زندگی میں تبدیلی لانے اور معاشرہ میں اس صدا کو بلند کرنے کا عزم وحوصلہ پاتے ہیں؟!

☆☆☆☆☆

آداب زندگی

مواعظ ونصائح اور سیرت صالحین

خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ

اے بھائی! ناجنس اور مخالف طریق کی صحبت سے بچتے رہنا اور بدعتی کی مجلس سے گریزاں رہنا، یحییٰ معاذ رازی قدس سرہ کا مقولہ ہے کہ: ان تین اصناف سے اجتناب کرو:

۱- علمائے غافلین

۲- قرائے مداہنین اور

۳- متصوفۂ جاہلین

جو شخص مسند مشیخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کا عمل موافق سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے اور نہ خود زیور شریعت سے آراستہ ہے، خبردار! خبردار! اس سے دور رہنا، بلکہ (احتیاطاً) اس شہر میں بھی نہ رہنا جس میں ایسا (مکار) رہتا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ عرصے بعد اس کی طرف دل کا میلان ہو جائے اور کارخانۂ روحانیت خلل پذیر ہو۔ ایسا شخص ہرگز اقتداء کے لائق نہیں ہوتا، وہ تو درحقیقت ایک چور ہے پنہاں، ہر چند کے اس سے طرح طرح کے خوارق عادات دیکھو اور اس کو دنیا سے بظاہر بے تعلق بھی پاؤ (کبھی اس کی طرف ملتفت نہ ہونا) اس کی صحبت سے اس طرح بھاگنا جس طرح شیر سے بھاگتے ہیں۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ فرماتے ہیں: کامیابی کے تمام راستے بند ہیں سوائے ایک شخص کے راستے کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کی پیروی کرے۔ سید الطائفہ ہی کا یہ قول ہے کہ: مقربین صادقین" کا راستہ درحقیقت کتاب و سنت کے ساتھ وابستہ ہے، اور وہ علماء جو شریعت و طریقت پر عامل ہیں اور وارث النبی کہلانے کے مستحق ہیں، وہ اقوال، اخلاق اور افعال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہوتے ہیں۔

مکرر لکھتا ہوں کہ آداب نبوی کا خیال نہ رکھنے والے اور سنن مصطفوی کو چھوڑنے والے کو ہرگز ہرگز

> ابوعبداللہ احمد مقری قدس سرہ فرماتے ہیں: جوانمردی یہ ہے کہ تو جس شخص سے کدورت رکھتا ہو اس سے حسن خلق سے پیش آئے اور جس آدمی سے کراہت کرتا ہو اس پر مال خرچ کرے اور جس سے نفرت ہو اس سے اچھا سلوک کرے، بات چیت کرنے میں رعایت قلت نظر رہے، زیادہ نیند اور زیادہ ہنسنا بھی درست نہیں کیونکہ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے، اپنے تمام امور کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرے اور خدمت مولیٰ میں چست ہو جائے، ایسا کرے گا تو تدابیر امور سے فارغ ہو جائے گا (اور سب کام غیب سے بن جائیں گے)۔

'عارف' خیال نہ کرنا، اس کے (ظاہری) تجمل و انقطاع، خوارق عادات، زہد وتوکل اور (زبانی) معارف توحیدی پر فریفتہ وشیفتہ نہ ہو جانا..... مدار کار اتباع شریعت پر ہے اور 'معاملہ نجات' پیروی نقش قدم رسولؐ سے مربوط ہے، محق ومبطل میں امتیاز پیدا کرنے والی چیز اتباع پیغمبرؑ ہی ہے، زہد و توکل اور تجمل بغیر اتباع رسولؐ کے نامعتبر ہیں، اذکار واوراد اور اشواق واذواق سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے بغیر غیر مفید ہیں، خوارق عادات کا دارومدار بھوک اور ریاضت پر ہے، اس کو معرفت سے کیا تعلق؟

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا ہے: جس نے آداب سے سستی برتی وہ سنن سے محروم ہو گیا، جس نے سنن سے غفلت اختیار کی وہ فرائض سے محروم ہوا اور جس نے فرائض سے تہاون کیا وہ معرفت سے محروم ہو گیا۔

شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ سے لوگوں نے کہا کہ: فلاں شخص پانی پر چلتا ہے، انہوں نے فرمایا: ہاں! گھاس کا تنکا بھی پانی پر چلتا ہے، (یہ کوئی کمال کی بات نہیں ہے)۔ پھر کہا گیا کہ: فلاں آدمی ہوا میں اڑتا ہے، فرمایا:۔ (ٹھیک ہے) چیل اور مکھی بھی ہوا میں اڑتے ہیں، پھر کہا گیا کہ: فلاں آدمی ایک لحظے میں ایک شہر سے دوسرے شہر چلا جاتا ہے، فرمایا: (اس میں کیا رکھا ہے) شیطان تو ایک دم مشرق سے مغرب تک چلا جاتا ہے، ان باتوں کی کوئی قیمت نہیں ہے، مرد حق دراصل وہ ہے جو مخلوق کے درمیان نشست و برخاست رکھے، بیوی بچے رکھتا ہو اور پھر ایک لحظہ خدائے عزوجل سے غافل نہ رہے۔

شیخ علی ابن ابی بکر قدس سرہ نے "معارج الہدایہ" میں فرمایا ہے کہ: ہر! انسان کا حسن وکمال تمام امور میں ظاہراً وباطناً، اصولاً وفروعاً، عقلاً ونقلاً، عادتاً وعبادتاً کامل اتباع رسولؐ میں مضمر ہے۔

اگر کوئی گناہ وقوع میں آجائے تو بہت جلد اس کا تدارک توبہ واستغفار سے کر لینا چاہیے، گناہ پوشیدہ کی توبہ پوشیدہ طریقے پر اور گناہ آشکارا کی علانیہ طریقے پر توبہ ہو، توبہ میں دیر نہ کی جائے،

منقول ہے کہ: کراماً کاتبین تین ساعت تک گناہ لکھنے میں توقف کرتے ہیں، اگر اس درمیان میں توبہ کرلی، تو اس گناہ کو نہیں لکھتے ورنہ اپنے رجسٹر میں اس گناہ کا اندراج کرلیتے ہیں۔ جعفر بن سنانؒ فرماتے ہیں کہ: توبہ سے غفلت کرنا ارتکاب گناہ سے بھی زیادہ بری بات ہے، اگر جلدی توبہ میسر نہ ہوسکے تو جب بھی توبہ کرے غرغرہ موت سے پہلے پہلے..... وہ توبہ مقبول ہے، حدیث میں آیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ رات کو اپنا دست نوازش دراز کرتا ہے تاکہ دن کا گنہگار توبہ کرلے اور دن کو بھی اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے، تاکہ رات کا گنہگار توبہ کرلے، انسان کو چاہیے کہ ورع و تقویٰ کو اپنا شعار بنائے اور منہیات میں قدم نہ رکھے کیونکہ اس راہ سلوک میں نواہی سے باز رہنا (درحقیقت) اوامر کے امتثال سے زیادہ ترقی بخش اور سودمند ہے، ایک درویش نے کہا ہے کہ: اچھے اعمال تو نیک اور فاجر دونوں کر لیتے ہیں، لیکن معاصی سے بچنے کا (اہتمام) 'صدیق' کا کام ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی جو چیز تجھے شک میں ڈالے اس کو چھوڑ دے۔

اگر اپنے اور اہل وعیال کے لیے تجارت یا اس کے مانند کوئی حلال کسب کرے تو وہ مضر نہیں ہے بلکہ مستحسن ہے کیونکہ سلف نے اس کو اختیار کیا ہے، احادیث میں فضل کسب بہت کچھ بیان کیا گیا ہے، اگر کوئی توکل اختیار کرے، تو یہ بھی بہتر ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پھر کسی سے طمع نہ رکھے۔

ابو محمد منازلؒ نے فرمایا ہے کہ: توکل کسب حلال کے ساتھ ساتھ کرنا بہتر ہے بمقابلہ خالی توکل کے۔ کھانا کھانے میں اعتدال کا خیال رکھے، نہ اتنا زیادہ کھائے کہ وہ کھانا عبادت میں کسل اور سستی پیدا کردے اور نہ اس قدر کم کھائے کہ (ضعف کے باعث) اذکار وطاعات سے باز رہے حضرت خواجہ نقشبندؒ کا ارشاد کہ: لقمۂ تر کھاؤ، لیکن (دینی) کام خوب کرو۔ حاصل کلام یہ ہے کہ 'طاعت' میں جس قدر کھانا ممد ومعاون ہو، وہ خوب اور مبارک ہے اور اس 'کارخانے' میں جتنی زیادتی طعام خلل انداز ہوجائے وہ البتہ ممنوع ہے۔

تمام افعال وحرکات میں اس کا قصد کرے کہ نیت صحیح ہو، جب تک نیت صالحہ نہ ہو، حتی الامکان کوئی قدم نہ اٹھائے، لوگوں کے ساتھ اختلاط بقدر ضرورت کرے، وہ اختلاط جو برائے افادہ واستفادہ ہو، البتہ محمود بلکہ ضروری ہے، ہر نیک وبد کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہیے، خواہ اس سے باطن میں انبساط پیدا ہو یا انقباض، جو شخص عذر خواہی کرے، اس کے عذر کو قبول کرنا چاہیے، اخلاق اچھے ہوں۔ (خواہ مخواہ) اعتراض کسی پر نہ کیا جائے نرم وملائم گفتگو ہو، کسی کے ساتھ سختی و درشتی سے معاملہ نہ کرے، ہاں خدا کے لیے سختی کرسکتا ہے۔

شیخ عبداللہؒ نے فرمایا ہے کہ: درویشی نہ فقط نماز روزے کا نام ہے اور نہ صرف احیاء شب کا، یہ تو اسباب بندگی ہیں، درویشی یہ ہے کہ کسی کی دلآزاری نہ کی جائے، اس خوبی کو حاصل کرے گا تو واصل ہوگا۔

محمد بن سالمؒ سے لوگوں نے دریافت کیا: اولیاء کی پہچان کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: اولیاء کی علامات یہ ہیں، لطف لسان، حسن اخلاق، بشاشت چہرہ، سخاوت نفس، قلت اعتراض، عذر خواہ کے عذر کو قبول کرنا، تمام مخلوق خدا پر شفقت کرنا خواہ نیکوکار ہوں یا بدکار۔

ابو عبداللہ احمد مقری قدس سرہ فرماتے ہیں: جوانمردی یہ ہے کہ تو جس شخص سے کدورت رکھتا ہو اس سے حسن خلق سے پیش آئے اور جس آدمی سے کراہت کرتا ہو اس پر مال خرچ کرے اور جس سے نفرت ہو اس سے اچھا سلوک کرے، بات چیت کرنے میں 'رعایت قلت' مدنظر رہے، زیادہ نیند اور زیادہ ہنسنا بھی درست نہیں کیونکہ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے، اپنے تمام امور کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر ے اور خدمت مولیٰ میں چست ہو جائے، ایسا کرے گا تو تدابیر امور سے فارغ ہو جائے گا (اور سب کام غیب سے بن جائیں گے)۔

سید الطائفہ رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے کہ: دنیا کی تمام حاجتوں میں کامیابی کا راز ان حاجتوں کو ترک کردینے میں پوشیدہ ہے، جب دل ایک جانب (خدا کی طرف ہو جائے گا) خداوند کریم سب کام پورے کردے گا۔ حدیث میں ہے: جو شخص اپنے تمام غموں کو ایک غم (غم آخرت) بنادے گا، اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے تمام کام بنادے گا، نیز ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تیرے اوپر مہربان کردے گا کہ وہ تیرے کاموں کو (خود بخود) انجام دیں گے۔

یحییٰ معاذ رازیؒ فرماتے ہیں: جس قدر تجھے اللہ سے محبت ہوگی، مخلوق خدا بھی تجھ سے اتنی ہی محبت کرے گی، تجھے خدا کا جس قدر خوف ہوگا، مخلوق بھی تجھ سے اتنا ہی ڈرے گی اور تو جتنا خدا کے حکموں میں مشغول ہوگا مخلوق بھی تیرا اتنا ہی کہنا مانے گی۔

کسی پر اعتماد سوائے فضل پروردگار کے نہ ہو، اہل وعیال کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیے، اور بقدر ضرورت ان سے اختلاط ہو تاکہ ان کا حق ادا ہو جائے۔ 'موانست تام' ان سے نہ ہو، اس صورت میں اللہ تعالیٰ سے اعراض کا اندیشہ ہے، 'احوال باطن' نااہل سے نہ بیان کیے جائیں، مالداروں سے حتی المقدور میل جول نہ رکھا جائے، جمیع حالات میں سنت نبویؐ کو اختیار کیا جائے، بدعت سے حتی الوسع اجتناب ہونا چاہیے، سالک کو چاہیے کہ حوادث میں متذبذب نہ ہو، عیوب مردم پر نظر نہ کرے اور اپنے عیوب ہمیشہ پیش نظر رکھے، اپنے آپ کو کسی مسلمان پر ترجیح نہ دے، سب کو اپنے سے بہتر سمجھے، ہر مسلمان کے متعلق یہ اعتقاد رکھے کہ اس کی برکت اور دعا سے مجھے کشود کار میسر ہوسکتا ہے، سلف صالحین کے حالات پیش نظر رکھے، مساکین کی ہم نشینی پسند کرے، کسی کی غیبت کی جانب خود بھی مائل نہ ہو اور جہاں تک ہو سکے دوسرے کو بھی اس سے روکے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنا شیوہ بنائے، اللہ کے راستے میں انفاق مال پر حریص ہو، حسنات کے صدور سے خوشی محسوس کرے اور سیئات کے ارتکاب سے دور دور رہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ: جو شخص ایسا ہو کہ اپنا گناہ اس کو ناگوار گذرے اور نیکی اس کو خوش کرے، بس وہ مومن (کامل) ہے۔

مفلسی سے ڈر کر بخیلی اختیار نہ کرے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ" (شیطان تم کو فقر وفاقہ سے ڈراتا ہے، اور بری باتوں کا حکم کرتا ہے) قلت معیشت سے تنگدل نہ ہو، عیش کا زمانہ تو آگے آرہا ہے۔

"اللّٰھم لا عیش الا عیش الآخرۃ" 'یہاں' کی تنگی 'وہاں' کی فراخی کا سبب ہوجائے گی۔

فقراء اور اخوان دینی کی خدمت میں کوتاہی نہ کی جائے، جعفر خلدیؒ نے فرمایا ہے کہ: 'احرار' کی کوشش اپنے بھائیوں کے فائدے کے لیے ہوتی ہے نہ کہ اپنے ہم نفسوں کے لیے۔ ابو عبداللہ خفیفؒ فرماتے ہیں کہ: "ایک درویش میرا مہمان ہوا، اتفاقاً اس کو پیٹ کا مرض لاحق ہوگیا، میں نے اس کی خدمت و تیمارداری اپنے اوپر لازم کرلی، تمام رات طشت اس کے لیے رکھتا اور اٹھاتا تھا، اتفاق سے تھوڑی دیر کے لیے میری آنکھ لگ گئی تو اس درویش نے مجھے لعنت و ملامت کرنی شروع کی اور غصے میں آکر "لعنک اللّٰہ" کہا۔ لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ جب اس نے تم کو 'لعنک اللہ' کہا تو تم نے اپنے نفس کو کس حال میں پایا؟ میں نے کہا کہ: مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا گویا کہ اس نے مجھے دعا دی اور 'رحمک اللہ' کہا۔

صوفیاء کی خدمت آداب کے ساتھ کرے تاکہ ان کی برکات سے بہرہ ور ہوجائے۔

الطریقۃ کلھا آداب " کوئی بے ادب خدا رسیدہ نہیں ہوا، میں ارادہ کررہا ہوں کہ آداب صوفیاء کو علیحدہ (رسالہ کی شکل میں) جمع کروں، حضرت ایشاں (حضرت مجدد الف ثانیؒ) نے اس باب میں ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا ہے اور بعض 'آداب ضروریہ' کو اس میں درج کیا ہے، اگر مل جائے تو اس کا مطالعہ کرلینا، بالجملہ خاک اور بے وجود ہو کر ان بزرگوں کی خدمت میں پہنچے، ورنہ ان کی مصاحبت کی ہوس نہ کرے، کیونکہ اس کے خلاف کرنے میں احتمال ضرر غالب ہے اور نفع بالکل نہ ہوگا، ابوبکر بن سعدانؒ فرماتے ہیں: جو صوفیاء کی ہم نشینی اختیار کرلے اسے چاہیے کہ 'بے نفس و بے دل' اور 'بے ملک' ہو کر ان کے پاس رہے اور اگر اپنی چیزوں میں سے کسی چیز پر نگاہ رکھے گا تو یہ امر اس کو مطلوب تک پہنچنے سے روکے گا۔

طلب حق جل مجدہ میں اپنے آپ کو آرام نہ دے اور مضطرب رہے، ابوبکر طمستانیؒ فرماتے ہیں: 'تصوف' اضطراب کا دوسرا نام ہے، جب سکون آیا، تصوف نہ رہا، محب کو بغیر محبوب کو چین میسر نہیں ہوتا اور اس کے ماسوا سے الفت نہیں ہوتی، اس کے اندرون سے ہمیشہ یہ ندا نکلتی ہے۔

بچہ مشغول کنم دیدہ و دل را کہ مدام
دل ترا می طلبد دیدہ ترا می خواہد

مرید کو اس صفت پر ہونا چاہیے جو اس آیت میں بیان کی گئی ہے: "حَتّٰی اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْھِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَیْھِمْ اَنْفُسُھُمْ وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ" [توبہ] (جب کہ ان پر زمین تنگ ہوگئی، باوجود کشادگی کے اور ان کی جانیں ان پر تنگ ہوگئیں اور انہوں نے جانا کہ اللہ کے قہر سے نجات نہیں سوائے اللہ کی طرف پناہ لینے کے)، جب مرید کی پیاس اس درجہ پر پہنچے گی اور تمام روئے زمین باوجود فراخی کے اس پر تنگ وتاریک ہوجائے گی، تب یہ امید ہے کہ رحمت جوش میں آجائے اور اس خاکساں برباد عاشق کو اپنے آغوش میں لے لے۔

وادیم تراز گنج مقصود نشاں
گرما نر سیدیم تو شاید بری

اس مسکین کا التماس تم جیسے دوستوں سے یہ ہے کہ اس مہجور عاصی کو دعاؤں سے فراموش نہ کروگے اور اللہ تعالیٰ کے کرم عمیم سے درخواست کروگے کہ یہ گنہگار تباہ کار کل قیامت کے دن (کم از کم) 'زمرۂ عاصیان مرحوم' میں داخل وشامل ہوجائے۔

کجا ما و کجا زنجیر زلفش
عجب دیوانگی اندر سہ افتاد

سبحٰن ربك رب العزة عما یصفون، وسلام علی المرسلین، والحمد للّٰہ رب العالمین.

☆☆☆☆☆

پاجا سراغ زندگی

نعمت علم دین کی قدر کیجیے!

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

طلبائے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے لیے تعلیمی سال کے آغاز میں ایک تربیتی وثقافتی پروگرام کا دارالعلوم کی وسیع وعریض مسجد میں انعقاد کیا جاتا ہے، جس میں ذمہ داران اور اساتذۂ دارالعلوم کے طلبائے علوم نبوت کے سامنے مختلف عناوین پر مؤثر ورہنما خطابات ہوتے ہیں، سال رواں اس سلسلہ کا سب سے آخری خطاب مخدوم ومربی حضرت ناظم ندوۃ العلماء کا ہوا، حضرت والا نے اپنے پرسوز و بصیرت افروز خطاب میں طلباء کو ان کا مقام ومرتبہ یاد دلایا اور بتایا کہ یہاں آپ کا آنا خدائے حکیم وعلیم کی طرف سے انتخاب اور اس کی عظیم نعمت ہے، اس لیے اس موقع کو غنیمت جانیے اور ہر وقت محض اسی کی رضا کو سامنے رکھیے اور اس نعمت پر زبان ودل سے ہمیشہ ممنون ومشکور رہیے۔

حضرت مولانا مدظلہ کے خادم خاص عزیزی مولوی سید سبحان ثاقب ندوی نے اس کو ٹیپ سے نقل کیا اور ادارہ کو پیش کیا، خطاب ایسا ہے جس میں صرف طلبہ ہی نہیں بلکہ ہر فرد بشر کو غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے، وہ سوچے کہ پروردگار عالم نے اس کو اس دنیا میں کیوں بھیجا اور وہ کر کیا رہا ہے؟ اس لیے افادۂ عام کی غرض سے یہ گراں قدر خطاب ہدیہ قارئین ہے کہ اس میں ہم سب کے لیے سامان عبرت وبصیرت موجود ہے، امید ہے کہ اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا جائے گا اور اسے عمل میں لایا جائے گا۔ [ادارہ]

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الأمین محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین ومن تبعھم باحسان ودعابدعوتھم الی یوم الدین، أمابعد.

عزیزو! آپ کو اس تعداد میں مسجد میں جمع دیکھ کر مجھے خوشی ہے، یہ خوشی اس لیے نہیں ہے کہ آپ یہاں مسجد میں اکٹھا ہوئے ہیں، لوگ عام جلسوں میں بھی اکٹھا ہوتے ہیں، اسی مختلف مواقع پر اکٹھا ہوتے ہیں، شادیوں میں اکٹھا ہوتے ہیں تو یہ اکٹھا ہونا یا کہیں آنا جانا یا کوئی کام کرنا، جو عام انسان کرتا ہے تو اس کے ظاہر کی اہمیت نہیں ہوتی، اصل اہمیت ہر کام کے باطن کی ہوتی ہے۔

اگر آپ کا کوئی مخلص دوست ہے، لیکن وہ آپ کے ساتھ سرسری طور پر مل رہا ہے، مگر آپ یہ جانتے ہیں کہ وہ آپ کا دوست ہے، آپ سے محبت کرتا ہے، آپ اس سے خوشی سے ملیں گے اور اس وقت اس بات کا خیال کریں گے کہ اس وقت یہ ہم سے سرسری طور پر مل رہا ہے، محبت کے ساتھ نہیں مل رہا ہے، لیکن آپ چونکہ اس کو جانتے ہیں کہ وہ آپ سے محبت کرتا ہے، آپ سے تعلق رکھتا ہے، تو آپ اس سے اسی طرح خلوص سے ملیں گے۔

اسی طرح آپ سے کوئی آپ کا جاننے والا آکر ملتا ہے، جو آپ کا اندر سے دشمن ہے، لیکن وہ آپ سے بہت اخلاق سے مل رہا ہے، بہت محبت سے مل رہا ہے، مگر آپ اس کے ظاہری اخلاق سے دھوکہ نہیں کھائیں گے، بلکہ آپ سوچیں گے کہ یہ فلاں وجہ سے ایسا کر رہا ہے، ورنہ یہ ہمارا دوست نہیں ہے، تو اندر کی حقیقت پر آپ نے اعتماد کیا، کہ یہ خطرناک آدمی ہے، اصل تو اندر میں چھپی ہوئی حقیقت ہوتی ہے، سارا انسانی و روحانی نظام اسی پر چل رہا ہے، اندر کی بات پر اعتماد کیا جاتا ہے اور اندر کی چیز کو اصل مانا جاتا ہے، اسی حساب سے فیصلہ ہوتے ہیں، ظاہر کو دیکھ کر فیصلہ نہیں کیا جاتا، سوائے اس کے کہ ظاہر باطن کے موافق ہو، یہ بات اگر ثابت ہو جائے کہ ان کا ظاہر باطن کے مطابق ہے تو آپ ظاہر کو پسند کریں گے اور اس سے دھوکہ نہیں کھائیں گے، لیکن اگر آپ کو یہ بات نہیں معلوم تو آپ باطن کے جاننے کی ضرورت محسوس کریں گے، جیسے کہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ کے سامنے کسی کی تعریف کی تو حضرت عمرؓ نے کہا: تم نے اس کے ساتھ سفر کیا، اس لیے کہ سفر اس زمانے میں بہت پریشان کن تھا، ہر آدمی اپنی فکر کرتا تھا دوسرے کی فکر نہیں کرتا تھا، تو اس وقت اندازہ ہو جاتا تھا کہ کون کس سے کتنا تعلق رکھتا ہے۔

ایک ماں جو اپنے بیٹے سے محبت کرتی ہے، اس کے لیے پوری تکلیفیں اٹھاتی ہے، کئی کئی راتیں جاگتی ہے، اور اتنی تکلیف اٹھانے کے بعد بھی ماں سے اگر پوچھا جائے اور کہا جائے کہ بی بی! تم تو کئی رات سے سوئی نہیں ہو، تم نے کئی راتیں مسلسل جاگ کے گذاری ہے، تو وہ کہتی ہے کہ نہیں نہیں ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہے، ہمارا بیٹا اچھا ہو جائے، یہ محبت دل کی محبت ہے، جو اندر کی کیفیت ہے، اور یہی اصل

کیفیت ہے، جس سے سارا نظام زندگی چل رہا ہے، اور اسی پر فیصلے ہوتے ہیں۔

دنیا کی زندگی میں انسان کو اگر دھوکہ ہو جائے او روہ اندر کی کیفیت معلوم نہ کر سکے، اوپر سے صرف ظاہر کو دیکھ کر معاملہ کرے تو نقصان وفائدہ اس کے مطابق ہوگا، مثلاً دشمن کے ظاہر کو دیکھ کر اس کو دوست سمجھ رہا ہے، تو وہ ضرور دھوکہ کھائے گا، لیکن کوئی دوست جو باطن اور ظاہر سے دوستی ظاہر نہیں کر رہا ہے، تو پھر نقصان نہیں ہوگا، بلکہ وہ فائدے میں ہوگا۔ اسی لیے اندر کی حقیقت کو حدیث شریف میں نیت سے تعبیر کیا گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انما الأعمال بالنیات". اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، نیت ہمیشہ آپ کے ساتھ چل رہی ہے، اس لیے اندر آپ کی کیا کیفیت ہے، ایمان ہے یا نہیں، اگر ایمان کے ساتھ اعمال کا صدور ہے تو اللہ کے یہاں کامیاب اور مقبول ہے، اگر ایمان نہیں ہے، چاہے ظاہر کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول نہیں ہوگا، اصل مسئلہ تو اندر کی کیفیت کا ہے، نیت کا ہے، اندر کے جذبہ کا ہے، اندر کی حالت کا ہے، اسی پر انسان کی یا نفس انسانی کی بنیاد پر چلتی ہے، اگر دھوکہ بازی چلتی رہے اور صرف ظاہر میں سارے فیصلے ہوتے رہیں، تو انسان سخت نقصان میں پڑ جائے گا اور وہ تباہ وہلاک ہو جائے گا۔

لوگ حقیقت کے متلاشی رہتے ہیں، اگر کوئی نئی بات ہوتی ہے یا کوئی نیا معاملہ سامنے آتا ہے، تو حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کہ حقیقت کیا ہے تاکہ اس کے مطابق فیصلہ کریں، سارا معاملہ حقیقت پر چلتا ہے، چاہے آدمی ظاہر میں کتنا ہی اچھا کر رہا ہو، لیکن اندر بھی اچھا ہے یا نہیں، زندگی کے ہر مرحلے میں، زندگی کے ہر پہلو میں یہ بات ہے، اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اس زمین پر یہی دیکھنے کے لیے بسایا ہے کہ تمہارے سامنے دنیا پوری رونق کے ساتھ ہے، پورے لطف ولذت کے ساتھ آئی ہے، کہ دیکھ کر تمہارا جی للچائے، اور تم اس کی طرف مائل ہو گئے، اور اگر تمہارا دل بھی اس کی طرف مائل ہو گیا ہمارے منع کرنے کے باوجود، اور تم نے غلط کام کر لیا تو یہ کتنی بری بات ہے، اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ تم ہماری بات مانتے ہو یا اپنے دل کی بات مانتے ہو، اپنے پسند کی بات مانتے ہو یا ہماری پسند کے مطابق عمل کرتے ہو، اسی کا امتحان یہاں ہوگا، اور اسی بات پر پورے ایمان کا مسئلہ ہے کہ بندہ کس کی بات مانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ آپ پر فضل ہے، کہ اللہ نے آپ کو مسلمان گھرانے میں پیدا کیا، آپ کو اسلام حاصل کرنے کے لیے قربانی نہیں دینی پڑی، صحابہ کرامؓ میں سے ہر صحابی کو قربانی دینی پڑی، صحابہ کرامؓ اسلام سے پہلے جاہلیت میں کفر میں مبتلا تھے، اور ساری زندگی ان کی پرلطف اور اپنی من پسند زندگی تھی، انہوں نے اسلام کو قبول کیا، اپنی راحتوں کو چھوڑ کر، اپنی پسند کو چھوڑ کر، اپنی مرضی کو چھوڑ کر، اپنے اہل و عیال کو والدین کے رشتہ داروں کو چھوڑ کر، اپنوں کو دشمنوں بنا کر، انہوں نے اللہ کی مرضی کے لیے سب کچھ قربان کر دیا، وہ صحابہ تھے، ان کو صحابیت کا اتنا اونچا مقام اور مرتبہ دو باتوں کی وجہ سے دیا گیا، ایک یہ کہ انہوں نے اپنی راحت اور اپنی پسند کو اللہ کی پسند پر قربان کر دیا، حالانکہ وہ دنیا میں مستغرق تھے، اور مزے کر رہے تھے، لیکن ان سارے مزوں کی، دنیا کی راحتوں کو لذتوں کو انہوں نے چھوڑ دیا اور اللہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور یہ طے کیا جو آپ کی مرضی ہے ہم وہی کریں گے، جان دینا ہو جان دیں گے، مال دینا ہو مال دیں گے، اپنی پسند کو قربان کرنا ہو، بے تکلف قربان کریں گے۔

دوسری بات ان کی یہ تھی کہ وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں اللہ تعالیٰ نے بڑی تاثیر رکھی ہے، نصف کے قریب صحابہ کرامؓ کی تعداد وہ ہے جنہوں نے آپ کی صحبت سے دین کو قبول کیا اور نصف وہ صحابہ کرامؓ ہیں جو قرآن مجید سن کر ایمان لے آئے، دو چیزیں ایسی ہیں جو ایمان کو پیدا کرتی ہے، اور ایمان کو قائم رکھتی ہے: قرآن مجید، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری صحبت تو کسی کو نہیں ملی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی محفوظ ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے کہہ بھی دیا: "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا" تمہارے لیے نمونہ اللہ کے رسول ہیں ان کی زندگی کو دیکھو اور اس زندگی کو نقل کرنے کی کوشش کرو، قرآن مجید کے احکام پڑھو اور اس سے معلوم کرو کہ اللہ کی مرضی کیا ہے اور ایمان کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے سارے انسانوں کو دنیا میں امتحان کے لیے پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ باطن کی بات کو بھی جانتا ہے کہ وہ اللہ کے لیے اپنے خالق ومالک کی بات مانتے ہیں یا اپنے دل کی بات مانتے ہیں، اللہ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا، کتنا ہی عمدہ ظاہر ہو، اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ اندر کی حقیقت کیا ہے، حدیث میں اس کی پوری صراحت آئی ہے، کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پوچھے گا کہ تمہیں دنیا میں اتنی زندگی دی تھی تم نے اپنی زندگی میں کیا اعمال کر کے آئے، ان میں نیک اعمال

کتنے تھے؟ وہ اپنا نیک عمل بتائے گا کہ ہم نے یہ کیا یہ کیا، دنیا کی زندگی میں اپنی اپنی جو نیکیاں کی ہوگی وہ بتائے گا، تو اللہ تعالیٰ کہے گا تم نے اپنی زندگی میں جو کچھ کیا تم نے اپنی رغبت کی نیت سے کیا تھا، اپنے فائدہ کی نیت سے کیا تھا تو وہ تم کو حاصل ہوگیا، اب یہاں تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔

اس لیے میرے عزیزو! اندر کی چیز وہی فیصلہ کن ہوتی ہے، اور وہ قیامت میں ظاہر ہوگی، اس دنیا میں بھی اس کا چلن ہے، دنیا میں یہ ہوتا ہے کہ اندر کی جو حالت ہوتی ہے اس سے نتیجہ نکلتا ہے، اور اوپر کی حالت وقتی ہے، اس سے دھوکہ ہوسکتا ہے، لیکن نتیجہ نکلے گا اندر کی کیفیت سے۔

ہم لوگوں پر اللہ کا یہ فضل ہے کہ اس نے ہم کو یہ دین بغیر کسی قربانی کے دیا، ہمیں اس دین کے لیے کوئی قربانی نہیں دینی پڑی، ہمیں یہ چیز گھر میں رکھی ہوئی مل گئی، کسی کو کہیں سے لانا نہ پڑا، ہمیں یہ دین مفت میں ملا ہے، اس کو حاصل کرنے کے لیے قربانی نہیں دینی پڑی، قربانیاں صحابہ کرامؓ نے دی تھیں، وہ سب دنیاوی لہو ولذت میں تھے، سب کو انہوں نے قربان کردیا اور ایمان قبول کیا، اور ایسا ایمان قبول کیا کہ اپنی جانیں بھی اس کے لیے فدا کی، ہم لوگوں کو یہ نعمت مفت میں مل گئی، دین ہم کو مفت میں مل گیا تو اس لیے ہم اس کی قدر وقیمت نہیں جانتے، لیکن اس کی ناقدری خطرناک بات ہے، ہمیں اس کی پوری قدر ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا دوسرا بڑا فضل آپ لوگوں پر یہ ہوا کہ آپ دین سیکھنے یہاں آئے، وہ باتیں سیکھنے کے لیے آئے جو اگلی زندگی میں کام آئے گی، جو کہ اصل زندگی ہوگی، یہ تو محدود زندگی ہے، چند دنوں کی زندگی ہے اور کوئی شخص یہاں کا ایسا نہیں جو دنیا میں آکر یہیں رہ جائے، ہر ایک کو یہاں سے جانا پڑتا ہے، اور جانے کے بعد اس کے اختیار میں کچھ نہیں ہوتا تو اس زندگی میں جو ہم کس طرح کامیاب رہیں، یہاں پر ہم تیس چالیس سال کی زندگی کے لیے پندرہ بیس سال تک تیاری کرتے رہتے ہیں، ہے کہ ہمیں اچھی جگہ مل جائے، اور ہم اپنی زندگی آرام سے گزار سکیں، پندرہ بیس سال صرف اس کی تیاری میں صرف ہوتا ہے، سخت محنت کرتا ہے، قربانی دیتا ہے، بعض وقت فاقہ تک کرلیتا ہے، صرف اس لیے کہ آئندہ جو چالیس پچاس سال ہم جو دنیا میں رہیں گے، وہ آرام سے گذرے، اس کے لیے اپنی پڑھائی پر پیسہ خرچ کرتا ہے، تو ہم یہ چالیس پچاس سال کے لیے آمدنی پیدا کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور تکلیفیں اٹھاتے ہیں، لیکن آخرت کی وہ زندگی لاکھوں کروڑوں سال کی زندگی لامحدود زندگی ہوگی، اس کے لیے ہم کیا تیاری کرتے ہیں؟ اس کے لیے ہم نے کیا تدابیر اختیار کی ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ فضل وکرم فرمایا کہ آپ کو یہاں بھیج دیا، آپ یوں ہی نہیں آئے، اللہ کے فیصلہ کے مطابق آئے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بات کہہ دی کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ ہمارے فیصلہ کے مطابق ہوتا ہے، ایسا نہیں کہ اتفاقاً ہم پیدا ہوئے، تو آپ یہاں جو آئے اتفاقاً نہیں آئے، اللہ کے فیصلہ کے مطابق آئے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے یہ خیر کا ایک راستہ پیدا فرمایا، آپ کے لیے ہدایت کا راستہ پیدا فرمایا کہ آپ یہاں آئے، تاکہ آپ دین کو سمجھ سکیں، دین کے لیے کیا قربانی دینا ہے اسکے لیے کیا تیاری کرنی چاہیے، اس کے لیے کیا صلاحیت پیدا ہونی چاہیے، تو یہ دین کا علم ہم کو بتاتا ہے، اس علم سے آپ دنیا میں بھی فائدہ اٹھائیں گے اور آخرت میں بھی۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا سے فائدہ اٹھانے سے منع نہیں فرمایا، آپ دیکھیں کہ مختلف موقعوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تلقین فرمائی، قرآن مجید میں بھی موجود ہے کہ ہم نے دنیا میں جو کچھ پیدا کیا ہے وہ تمہارے لیے پیدا کیا ہے تم اس سے فائدہ اٹھاؤ، اس کو یوں ہی نہیں پیدا کیا بلکہ تمہاری ضرورت کے لیے پیدا کیا ہے، خطبہ جمعہ کے سلسلہ میں آتا ہے کہ جب خطبہ شروع ہو تو فوراً پہنچو، اپنا کاروبار چھوڑو، اپنی مصروفیت کو چھوڑ کر فوراً جمعہ کے لیے پہنچو، جب نماز ہوجائے پھر اپنے رزق کے لیے تم کوشش کرو، تاکہ مسلمان یہ سمجھیں کہ اس کو دونوں چیزیں جمع کرنی ہیں کہ دنیا کے اندر بھی وہ اپنی ضرورت پوری کرے لیکن آخرت کی بھی تیاری رکھے تاکہ وہ دونوں میں کامیاب رہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ایک فضل آپ لوگوں پر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں آپ کو بھیجا، لیکن آپ کا یہاں آنا اس وقت مبارک ہوگا جب یہاں آنے کا جو فائدہ ہے وہ آپ کو حاصل ہو، اور وہ کیسے حاصل ہوگا؟ وہ آپ کی کوشش سے اور آپ کے کرنے سے ہوگا، اس لیے کہ پیٹ یا منہ میں زبردستی لقمہ نہیں ڈالا جاسکتا ہے، اگر آپ کھانا نہ چاہیں تو آپ کے منہ میں لقمہ نہیں ڈالا جاسکتا ہے، اگر کوئی لقمہ ڈالے گا تو آپ اس سے مقابلہ کریں گے کہ ہم نہیں کھائیں گے، آپ کی طبیعت کھانے کی چاہ رہی گی تو آپ کھائیں گے، تو یہاں آپ کے آنے کا فائدہ آپ کو اس وقت حاصل ہوگا جب آپ حاصل کرنا چاہیں، سارا انحصار آپ پر ہے۔

پہلے زمانے میں علم حاصل کیا جاتا تھا، چاہے دنیاوی علم ہو، چاہے دینی علم ہو، وہ بڑی قربانیوں سے حاصل کیا جاتا تھا، ایسے مدرسے نہیں ہوتے تھے

بلکہ ہوتا یہ تھا کہ کوئی صاحب علم کہیں ہو، طلبہ خود وہاں جاتے تھے، مجلس میں بیٹھ کر پڑھایا جاتا تھا، حدیث کی مجلس ہوتی تھی، طلبہ آتے تھے، وہاں حاضری ہوتی تھی نہ امتحان ہوتا تھا، لیکن اب حاضری اور امتحان ہوتا ہے، اس لیے کہ پڑھنے والے پڑھنا نہیں چاہتے، اس لیے حاضری اور امتحان کا نظام بنایا گیا ہے۔

اب یہ بات عام ہوگئی ورنہ طالب علم کو تو یہ کہنا چاہیے تھا کہ ہمارا امتحان کیوں لیتے ہیں، کیا آپ ہم کو سمجھتے ہیں، ہم نے پڑھا نہیں، محنت نہیں کی، آپ ہمارے متعلق یہ گمان کرتے ہیں، حاضری ہماری کیوں لیتے ہیں؟ کیا ہمیں سمجھتے ہیں کہ ہم غیر حاضر ہوتے ہیں، ہم محنتی نہیں ہیں، لیکن یہاں معاملہ یہ ہے، حاضری نہ ہو تو درجہ میں آپ دیکھئے تعداد کم ہوجائے گی، معلوم ہوا کہ پڑھنے والے پڑھنا نہیں چاہتے، طالب علم کو علم کی طلب نہیں، یہ بات سخت ہوگی آپ کے لیے، لیکن حقیقت یہی ہے کہ پڑھنے والے پڑھنا نہیں چاہتے ورنہ حاضری کی کیا ضرورت ہے؟ امتحان لینے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر آپ نے محنت سے پڑھا نہیں، تکلیفیں نہیں اٹھائیں، علم کے حصول میں نہیں لگے، تو کیسے آپ کو زبردستی کوئی علم دے گا، جیسے کسی کے منہ میں زبردستی لقمہ نہیں ڈالا جاسکتا، اسی طرح زبردستی آپ کو علم بھی نہیں دیا جاسکتا، اگر آپ علم حاصل کرنا چاہیں تو علم حاصل کریں گے اور نہیں حاصل کرنا چاہیں تو چاہے کتنے بھی انتظامات کیے جائیں نہیں حاصل کریں گے، اتنا فرق کیوں ہوگیا، ایک زمانہ تھا کہ طلباء کے لیے نہ کھانے کا انتظام ہوتا تھا نہ پڑھنے کا انتظام تھا، دو طالب علم ہوتے تھے ایک استاذ مسجد میں پڑھاتے تھے، اگر پیسے ہوتے تو بازار سے کھانا لاتے تھے ورنہ پڑھتے رہتے تھے اور علم حاصل کرتے تھے نہ ان کی حاضری ہوتی تھی نہ ان کا امتحان ہوتا تھا، اس لیے کہ معلوم تھا کہ یہ تو پڑھنے آیا ہے، یہ تو پڑھنا چھوڑے گا نہیں، یہ اتنی تکلیفیں علم حاصل کرنے کے لیے اٹھا رہا ہے، تو اس کے متعلق یہ سمجھنا کہ وہ علم حاصل نہیں کرے گا، غلط بات ہے۔

لیکن اس وقت ایسا نہیں ہے، اس وقت ساری سہولتوں کے باوجود طلباء علم حاصل نہیں کررہے ہیں، کیونکہ جذبہ نہیں ہے، یہ بہت افسوس کی بات ہے، علم بہت غیرت مند چیز ہے، اس کو حاصل کرنے کے لیے جو محنت نہ کرے گا اس کو نہیں آئے گا، علم مفت میں نہیں آتا، علم خود بخود نہیں آتا، اس کے لیے آدمی کو محنت کرنی پڑتی ہے قربانی دینی پڑتی ہے، اور جتنی محنت کرے گا اتنا ہی علم آئے گا تھوڑی محنت ہے تو تھوڑا علم آئے گا، زیادہ محنت تو زیادہ علم آئے گا، اور تاریخ میں آپ دیکھئے، جتنے بڑے بڑے اصحاب علم رہے، اگر آپ ان کی زندگی کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا انہوں نے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں اور تکلیفیں اٹھا کر یہاں تک پہونچے ہیں، اللہ کے یہاں انصاف ہے جو محنت کرتا ہے اللہ اس کو اس کا صلہ دیتا ہے، محنت ضائع نہیں ہوتی، یاد رکھئے، لیکن آدمی اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دے سکتا، مستقبل اس کا بنتا ہے، جو مستقبل بنانے کی فکر میں تکلیفیں اٹھائے، مستقبل پر اس کی نظر ہو، آج ہم لوگوں کو یہاں آرام مل رہا ہے اس پر ہم نظر دوڑاتے ہیں اس پر نظر ہو کہ کل ہمیں آرام ملے گا نہیں ملے گا، ہمارا مقصد کیسے پورا ہوگا، اس پر نظر ہونی چاہیے، اس پر نہیں کہ اس وقت کیا ہے، اس وقت جو کچھ ہے یہ عارضی ہے، سب ختم ہوجائے گا، اصل مستقبل ہے، مستقبل میں اگر کام دینے والی چیزیں ہیں تو دنیا پرواہ نہیں کرے گی، کوئی انسان جب اس کی شخصیت بن جاتی ہے، اور محنت کرکے وہ کوئی مقام حاصل کرلیتا ہے، تو اس کا حال یہ ہوتا ہے وہ کہیں نکل جائے لوگ انگلیوں سے اشارہ کرکے بتاتے ہیں کہ فلاں صاحب ہیں یہ فلاں صاحب ہیں، اور جس نے محنت نہیں کی ہے وہ نکل جائے تو لوگ دیکھتے بھی نہیں ہیں کہ کیا پہنے ہوئے ہے، اس کے پیر میں جوتا ہے یا نہیں، پرواہ بھی نہیں کرتے، ٹھٹھا کرتے ہیں۔

تاریخ میں حضرت زین العابدین کا قصہ آتا ہے کہ ایک مرتبہ حج کے دوران حرم میں جب حجر اسود کی تقبیل کا وقت آیا، بادشاہ وقت بھی موجود تھا تو سپاہی اس کے لیے راستہ بنا رہے تھے کہ وہ تقبیل کرسکے، اسی دوران حضرت زین العابدین آئے، تو وہ جدھر رخ کرتے تھے ادھر سے لوگ راستہ دیتے تھے، اور وہ پورے اطمینان کے ساتھ حج کے ارکان ادا کرتے تھے، بادشاہ وقت یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ کون ہے کہ جس کے لیے سیکوریٹی اور انتظام کی ضرورت نہیں، جہاں جاتے ہیں وہاں ان کے لیے آسانی ہوجاتی ہے، خلیفہ نے نادان بنتے ہوئے پوچھا کہ یہ کون ہے، وہیں پر مشہور شاعر فرزدق کھڑا تھا، بادشاہ کا انداز تجاہل دیکھا وہیں پر کھڑے کھڑے اس نے اشعار میں بادشاہ کو جواب دیا کہ:

ھذا الذی تعرف البطحاء وطأتہ

یہ وہ ہیں کہ جب حجر اسود کے پاس آتے ہیں، تو حجر اسود خود ان کی طرف بڑھتا ہے، دیوار ودر شجر وحجر ان کو پہچانتے ہیں، تمہارے انجان بننے سے ان کو کوئی نقصان نہیں، تو اگر آپ کی شخصیت بھی جب ایسی بن جائے گی، تو لوگ آپ کو سر آنکھوں پر بٹھائیں گے، آپ کو راستہ دیں گے، مجمع آپ کے

لیے چھٹ جائے گا۔اوراگر آپ محنت نہیں کریں گے،تو آپ کہیں سے بھی جائیں کوئی نہیں دیکھے گا کہ آپ کون ہیں کیا ہیں کس سے بات کر رہے ہیں؟اس دنیا میں اہمیت کمال کی ہے،اگر کمال نہیں،تو کچھ بھی نہیں ہے،کوئی پرواہ بھی نہیں کرے گا۔

آپ لوگ اپنے مستقبل کوسنوارنے کی کوشش کیجیے،چاہے اس وقت تھوڑی سی تکلیف اٹھانی پڑے گی، اورحقائق کو پہچانئے، ایسانہیں ہے کہ تمنا سے کام چل جائے گا،تمنا سے کام نہیں چلے گا،اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے متعلق ارشاد فرمایا،اور مسلمانوں سے بھی فرمایا ہے،کہ:"لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ، مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ" کہ نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلے گا نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے کام چلے گا،تمنا کرنے والے بہت ہیں کہ جنت میں جائیں گے ، آخرت میں یہ ہوجائے گا، تمنا سے کام نہیں چلے گا،غلطی کروگے سزاہوگی:" من یعمل سوء یجزبہ" جوغلطی کرے گا وہ سزاپائے گا،اللہ تعالیٰ نے دنیاکے نظام میں بھی یہ بات رکھی ہے جومحنت نہیں کرے گا اس کی پرواہ نہیں ہوگی،اس کا راستہ محدود ہوجائے گا اور جومحنت کرے گا اس کا راستہ کھلتا چلا جائے گا،دنیا کا نظام بھی اللہ نے یہی بنایاہے، اورآپ دیکھیں گے کہ تعلیم کے معاملہ میں بھی یہی چل رہاہے،علم اس کوآتا ہے جوعلم کے لیے قربانی دے محنت کرے اور اس کو پیش نظر بنائے،اور جوعلم اس طرح سیکھے کہ آئے آئے نہ آئے آئے،ایسی زندگی گزارے کہ علم کی کوئی پرواہ نہیں،اس کوشوق ہے آپس میں بیٹھ کر بک بک کرنے کا، باتیں کررہے ہیں،غیبت کررہے ہیں،تبصرہ کررہے ہیں۔ مزہ آرہاہے، لیکن کتنابڑانقصان ہورہاہے،وقت کوسونے سے زیادہ قیمتی کہاجاتاہے،آپ نے اگروقت ضائع کیااس کا مطلب کتناسوناضائع کیا،کتنی دولت آپ کو ملنے والی تھی جس کوآپ نے ضائع کیا،وقت سوناہے اس کوآپ ضائع کردیں گے ضائع ہوجائے گا،اس کوکام میں لائیں گےتو کام میں آئے گا،جو پڑھنے والے ہوتے ہیں وہ رات اور دن کی قربانی دیتے ہیں،وہ بس اسی میں لگے رہتے ہیں اپنے آپ کوکھپا دیتے ہیں۔

(جاری)

☆☆☆☆☆

حج کے بعد حجاج کی ذمہ داریاں

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی

جس وقت یہ شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہوگا،اس وقت حج کی ادائیگی سے فارغ ہوکر اللہ تعالیٰ کے خوش نصیب بندے اور بندیاں اپنے گھروں کوواپس ہورہے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ حج قبول فرمائے اوروہ تمام انعامات ان کونصیب فرمائے، جوحج کرنے والوں کووہ مرحمت فرماتا ہے،جن کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کودی ہے۔

حج سے واپس آنے والوں کی اب بڑی ذمہ داری ہے کہ جن برکتوں اور رحمتوں کووہ لے کرآئے ہیں،ان کوباقی رکھیں،اوران کی زندگی پورے معاشرہ، خاندان اورمحلہ کے لیے باعث برکت اور رحمت ہو،اوروہ اسلامی زندگی کاایسانمونہ بن جائیں جس کودیکھ کرلوگوں کی آنکھیں روشن ہوجائیں،اورلوگ ان کواپنے لیے ایک نورانی مثال تصورکریں۔

فرائض اورواجبات کی پابندی،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پرعمل،اپنے مسلمان بہن بھائیوں کی ہمدردی اورغمگساری،ضرورت مندوں کی مدد، بیماروں کی عیادت اوران کی تیمارداری، آپس کے جھگڑوں کونہایت دانشمندی سے سلجھادینا،آپس کے تفرقہ کی آگ کو بجھادینا،معاشرہ میں خیرونیکی کاعام ماحول بنانا، یہ اب آپ کی صفات ہوناچاہئیں۔

اگرخدانخواستہ حج کے مبارک سفر سے لوٹنے کے بعد بھی ہم اپنے اندراس طرح کی تبدیلیاں نہ لاپائے توہم کوسوچناچاہیے کہ ہمارا حج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئیں ہدایات کی روشنی میں ہوا،یاہم نے من مانے ڈھنگ سے حج کیا۔

یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ہم کواپنے طرزعمل میں ڈھونڈنا ہوگا۔

☆☆☆☆☆

حالات حاضرہ

دماغی اذیت پہنچانے کی یہودی سازش

مولانا عبداللہ عباس ندویؒ

اللہ کی مخلوق میں انسان اشرف المخلوقات ہے اور یہی انسان ارذل المخلوقات بھی ہے، "اَصْحَابُ الْمَيْمَنَة" بھی یہی انسان ہے اور "اَصْحَابُ الْمَشْئَمَة" بھی یہی حضرت انسان ہیں۔

"فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ وَأَصْحَابُ الْمَشْئَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْئَمَةِ" [الواقعۃ/۸،۹] (سوجوداہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں اور جو بائیں والے ہیں کیسے ہیں برے ہیں)۔

پھرانہیں میں "وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ،، بھی ہیں جن کے بارے میں کہا گیاہے کہ: "أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ" انسان جب اونچا ہوتا ہے تواس کی بلندی تک فرشتے بھی پہونچ نہیں سکتے ،اور جب انسان کامل کو آسمان کی سیر کرائی گئی تو ایک وہ مقام آیا جہاں جبریل امینؑ نے سپر رکھ دی اور کہا کہ آگے حضور پرواز کرسکتے ہیں میری حد یہیں ختم ہوتی ہے، اگر یہاں سے ایک بال برابر بھی آگے بڑھنے کی ہمت کروں تو فروغ تجلیات سے میرے پر جل اٹھیں گے۔

اگر یکسر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

اور یہ انسان جب گرتا ہے تو اتنا گرتا ہے کہ قرآنی الفاظ بھی اس کی رذالت کو بیان کرنے سے کوتاہی نہیں کرتے۔

"وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ، هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ، مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ، عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ" [القلم/۱۰-۱۳] (اور آپ (بالخصوص ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت (جھوٹی) قسمیں کھانے والا اور بے وقعت (طعنے دینے والا ہو) چغلیاں لگاتا پھرتا ہو اور نیک کام سے روکنے والا ہو، (اعتدال) سے گزرنے والا ہو، (گناہوں کا کرنے والا ہو) اور سخت مزاج والا ہو، (علاوہ ازیں اپنے کو دوسرے خاندان کی طرف منسوب کرتا ہو)۔

مقام انبیاء کی بلندی کو کوئی عادی انسان نہیں پاسکتا، اور انبیاء میں بھی اشرف الانبیاء اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا عروج خاکی نہیں، نوری تھا، جس کا احاطہ بھی پستی کے مکیں نہیں کرسکتے اور جہاں ملائکہ مقربین بھی خاک نشیں نظر آتے ہیں ، عام عادی انسان، بازاروں میں چلنے والا، گھر کے لیے سودا سلف کرنے والا ایک اسوۂ کاملہ کا تصور تو کرسکتا ہے مگر آج تک کوئی فرد ایک لمحہ کے لیے اس فضائے قدس میں سانس نہیں لے سکا جو فضاء انبیاءؑ کے لیے خاص تھی مگر پھر بھی شرافت کا جو ہر انسانیت کے ذریعہ جہاں مردہ نہیں ہوا، وہاں بھی ایسی تجلیات دیکھی گئیں جہاں عقل انسانی حیرت میں پڑ جاتی ہے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ نے ایک تاجر کا قصہ لکھا ہے کہ:

"ان کے یہاں رات کو ایک چور آیا، سامان سمیٹتا جاتا تھا اور اس کی حرص بڑھتی جاتی تھی، یہاں تک کہ وہ اپنے چرائے ہوئے مال کو اٹھانے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا تو خود صاحب خانہ اٹھے اور کہا کہ میں تیری مدد کرسکتا ہوں؟ تو، جہاں کہے یہ سامان اپنے سر پر رکھ کر پہنچادوں! چور یہ سمجھا کہ اس کا کوئی دوسرا ہم پیشہ آگیا ہے، اس نے ایک لات مار کر صاحب خانہ کو گرادیا، اس نے کہا کہ اس میں تم کو کوئی حصہ نہیں مل سکتا، صاحب خانہ نے کہا کہ مگر میں بار برداری کا کام کرسکتا ہوں، بہرحال چور کی خاطر اپنے سر پر بوجھ اٹھا کر اس کے گھر تک پہنچا دیا اور جب دن ہوا اور تاجر اپنی نشست گاہ پر بیٹھ گیا اور گاہکوں کا ہجوم ہوا اور وہ خندہ پیشانی کے ساتھ گاہکوں کے ساتھ خرید وفروخت کی بات کررہے تھے کہ رات کا جو کھانا میسر تھا، حاضر کیا اور کان میں کہا کہ مجھ کو دیکھ کر آپ کو جو تکلیف ہورہی ہوگی، اس کے لیے معافی کا طلبگار ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ مجھ گنہگار کی طرف سے کوئی اندیشہ دل میں نہ لائیں، آپ جو لے گئے وہ آپ کا حصہ تھا، اللہ کی طرف سے مقدر تھا، میں نے ہدیہ کی نیت کرلی تھی تاکہ اس مال کی قیمت کے ساتھ اس کی برکت بھی آپ کو حاصل ہو۔"

یہ ایک نمونہ تھا اس دور کے "صاحب

آپ اخلاص اور ایثار کے جوہر شناس ہیں!

مولانا ابوالکلام آزادؒ

''میں چاہتا ہوں کہ اس موقع پر آپ کو اس جماعت کی ایک ممتاز خصوصیت کی طرف توجہ دلاؤں، ہندوستان میں سرکاری تعلیم نے جو نقصانات ہمارے قومی خصائل واعمال کو پہنچائے ہیں، ان میں سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ تحصیل علم کا مقصد اعلیٰ ہماری نظروں سے محجوب ہوگیا ہے، علم خدا کی ایک پاک امانت ہے اور اس کو صرف اس لیے ڈھونڈھنا چاہیے کہ وہ علم ہے لیکن سرکاری یونیورسٹیوں نے ہم کو ایک دوسری راہ بتلائی ہے، وہ علم کا اس لیے شوق دلاتی ہیں کہ بلا اس کے سرکاری نوکری نہیں مل سکتی، پس اب ہندوستان میں علم کو، علم کے لیے نہیں بلکہ معیشت کے لیے حاصل کیا جاتا ہے، یہ بڑی بڑی تعلیمی عمارتیں جو انگریزی تعلیم کی نوآبادیاں ہیں، کسی مخلوق سے بھری ہوئی ہیں؟ مشتاقان عمل اور شیفتگان حقیقت سے؟ نہیں! ایک مٹھی گیہوں اور ایک پیالہ چاول کے پرستاروں سے، جن کو یقین دلایا گیا ہے کہ بلا حصول علم کہ وہ اپنی غذا حاصل نہیں کر سکتے۔

لیکن میں آپ کے علم میں یہ حقیقت لانا چاہتا ہوں کہ علم کی اس عام توہین وتذلیل کی تاریکی میں سچی علم پرستی کی ایک روشنی برابر چمکتی رہی ہے، یہ ہندوستان کے طالبین علم کی وہ جماعتیں ہیں جو اسلام کے قدیم مذہبی علوم اور مذہبی زبان کے فنون مختلف عربی مدرسوں میں حاصل کر رہی ہیں، آپ یقین کیجیے کہ بجا طور پر آج صرف یہی ایک جماعت علم کی سچی پرستار کہی جاسکتی ہے، ان لوگوں کو معلوم ہے کہ انگریزی تعلیم وسیلۂ رزق ہے، یہ جانتے ہیں کہ انگریزی تعلیم کی ڈگریاں لے کر بڑے بڑے عہدوں اور نوکریوں کے دروازوں میں قدم رکھ سکتے ہیں، اور ایک کلرک سے لے کر لارڈ سنہا کی نوکری تک صرف انگریزی تعلیم ہی سے مل سکتی ہے، ان کو پوری طرح یقین ہے کہ عربی تعلیم کو آج کوئی نہیں پوچھتا حتی کہ روٹی بھی اس کے ذریعہ نہیں مل سکتی، پھر بھی ان کے دلوں میں ایک مخفی مگر طاقتور جذبہ موجود ہے، جو انگریزی تعلیم کی طرف جانے نہیں دیتا اور اس کس مپرسی میں بھی عربی تعلیم ہی کے لیے اپنی پوری زندگی وقف کر دیتے ہیں۔

یہ جذبہ بجز علم پرستی اور رضائے الٰہی کے اور کوئی دنیاوی غرض نہیں رکھتا اور اس لیے ہندوستان بھر میں علم کو علم کے لیے اگر کوئی پڑھنے والی جماعت ہے تو وہ عربی مدارس ہی کی جماعت ہوسکتی ہے، علی گڑھ کے کسی طالب علم نے کالج نہیں چھوڑا، جب تک دو دو گھنٹے تک مجھ سے ردوکد کر کے اطمینان نہیں کروالیا کہ سرکاری تعلیم چھوڑنے کے بعد بھی وہ روپیہ کما سکیں گے حتی کہ بعضوں نے مجھ سے اس کی ذمہ داری بھی طلب کی، لیکن میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ ان مدارس میں طلبہ میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جس نے یہ سوال کیا ہو بلکہ جس وقت ان کو احکام شرع بتلا دیے گئے، فوراً اطاعت کا سر جھکا دیا اور سب کچھ چھوڑ دینے کے لیے تیار ہوگئے۔

جوہر شناس صرف جوہری ہی ہوسکتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ آپ اخلاص اور ایثار کے جوہر شناس ہیں۔

☆☆☆☆☆

یمنہ'' کا، اب دوسرا رخ ''صاحب مشیمہ'' کا دیکھیے: ۱۸۵۷ء کی جنگ میں جب مسلمان ہار گئے تو ان کے بڑے بڑے رؤساء اور اصحاب ثروت ووجاہت کو دشمن کی فوج کے سپاہ گھر سے نکال کر لے جاتے ہیں اور ان کے جسم پر سور کی چربی مل دیتے ہیں تاکہ ان کی کراہیت کا عقیدہ ان کی موت کے ہمراہ ہو جائے، ''سیرت سید احمد شہید'' میں یہ واقعہ ہے کہ چند مجاہدین کو انگریزوں نے پھانسی کا حکم دیا مگر ان سزا یافتہ مؤمنین کا چہرہ مسرت سے چمکنے لگا کہ:

غداً نلاقی الأحبة
محمداً وحزبه

انگریز کی خونخوار نگاہوں سے مسرت کا یہ منظر دیکھا نہ گیا اور اس نے پھانسی کا حکم منسوخ کر کے عمر قید سے سزا بدل دی، کیونکہ مقصود صرف جسمانی عذاب دینا نہیں تھا بلکہ تذلیل و توہین اور دل دکھانا مقصود تھا۔

امریکہ اور یورپ میں قرآن کریم کے اوراق کی توہین کی گئی اور ورلڈ آرڈر کے مدعی حکمرانوں نے اس کی کچھ تاویل کی اور اگر مگر شروع کیا، دوسری طرف اس کے زہریلے کیڑے اسرائیل نے دھڑلے سے یہی حرکت جاری کردی جیسے ان کو معلوم ہوگیا کہ مسلمان اسے اپنی زندگی سے زیادہ عزیز قرار دیتا ہے اور یہ کتاب ان کے لیے دل کی دوا اور داروئے شفا ہے، ایسی کتاب کی اہانت دشمنان انسانیت یہود کا شیوہ ہے:

غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ فَاتَلَهُمُ اللّٰهُ وَأَخْزَابَهُمْ.

اللہ تعالیٰ ہی ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

☆☆☆☆☆

فکر معاصر

عالم اسلام کی ابتری کا سبب

طاقت کا عدم توازن اور اعتدال وتناسب کا فقدان

تحریر: مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

دنیا کے دیگر مذاہب ونظریات اور مادی افکار و فلسفات کے مقابلہ میں مذہب اسلام کا امتیازی وصف اس کی جامعیت، وحدت اور عمل وطریقۂ عمل میں تناسب وتوازن ہے، وحدت اسلام کا بنیادی ستون ہے، اور اسلام دین توحید ہے، یہی وجہ ہے کہ توحید کی جلوہ گری زندگی کے ہر میدان میں نظر آتی ہے، خواہ اس کا تعلق عقیدہ سے ہو یا عبادت سے، اخلاق سے ہو یا معاملات سے، اس لیے کہ عقیدۂ توحید ہی وہ بنیادی فیکٹر ہے جو مؤمن میں احساس ذمہ داری کے جذبات کو جنم دیتا ہے اور پھر اسی شعور واحساس کے نتیجہ میں وہ اپنی ذمہ داری کا پاس ولحاظ اپنے جملہ اقوال وافعال اور حرکات وسکنات میں رکھتا ہے، اس ایمان ویقین کے ساتھ کہ اسے اللہ کے دربار میں حاضر ہونا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ وہ خدا کے احکام وحدود کا امین وپاسبان ہوتا ہے اور ان سے ذرہ برابر بھی پہلوتہی اختیار نہیں کرتا: ''تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ'' [بقرہ/۲۲۹] (یہ اللہ کے طے کردہ حدود ہیں تو ان سے تجاوز مت کرنا اور جو اللہ کے حدود سے تجاوز کرتا ہے تو وہی لوگ ناانصاف ہیں) وہ ہر ایسے فعل کے ارتکاب سے باز رہتا ہے جو خدا کے احکام سے متصادم ہوتا ہے اور پھر اسی احساس کے غلبہ کی وجہ سے وہ زندگی کے ہر میدان میں صحیح خطوط پر چلتے ہوئے اپنا سفرِ حیات جاری رکھتا ہے، قرآن کریم میں اس کا تذکرہ اس طرح آیا ہے: ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ'' [حجرات/۱۱] (اے ایمان والو کوئی قوم دوسری قوم کی ہنسی نہ اڑائے، ہوسکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں عورتوں کی ہنسی کریں، بہت ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہوں، اور ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ اور نہ برے ناموں سے پکارو، ایمان کے بعد گناہ کا نام ہی برا ہے اور جنہوں نے توبہ نہیں کی تو وہی ناانصاف ہیں) اور ایک دوسری جگہ ہے: ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ'' [مائدہ/۸] (اے ایمان والو انصاف کے ساتھ گواہی دینے کو اللہ کے لیے کھڑے ہوجایا کرو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرتے رہو، یہی تقویٰ سے قریب تر ہے، اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ تمہارے کاموں سے خوب واقف ہے)۔

قرآن کریم نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا؛ بلکہ اس نے اخلاق وآداب کے جزئیات تک کی تعلیم دی کہ آواز کو بلند کرنا، گدھوں کی طرح چیخنا چلانا اور چال ڈھال، کردار وعمل، بول چال، رفتار وگفتار میں غرور وگھمنڈ اور تکبر اللہ کو پسند نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ'' [لقمان/۱۸-۱۹] (اور لوگوں کے لیے گال نہ پھلاؤ اور نہ زمین میں اکڑ کر چلو، بلاشبہ کسی اکڑنے والے، اترانے والے کو اللہ پسند نہیں کرتا، اور درمیانی چال چلو اور آواز دھیمی رکھو، یقیناً بدترین آواز گدھوں کی آواز ہے)۔

اسی طرح اسلام کا ایک نمایاں امتیاز یہ بھی ہے کہ اس نے ہر شعبۂ زندگی میں نرم خوئی ونرم روی، حسن اخلاق اور رحمدلی کی تعلیم دی ہے ''ارحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء'' (تم زمین والوں پر رحم کرو، عرش والا تم پر رحم کرے گا) اور کہیں یہ پیغام دیا ''من لا يرحم لا يرحم'' (جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا) اور کہیں یہ اعلان کیا ''من لا يرحم الناس لا يرحمه الله'' (جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا) یہ ہیں وہ کلیدی اور بنیادی اسلامی ہدایات وتعلیمات جن کے نتیجہ میں اسلامی معاشرہ ایک ایسا مثالی معتدل اور متوازن معاشرہ بن کر سامنے آتا ہے جہاں اخوت ومحبت، باہمی تعاون و ہمدردی اور غمخواری وخیر خواہی کی بالادستی قائم ہوتی ہے، اپنے وپرائے بلکہ دشمنوں کے ساتھ بھی نرمی اور عفو ودرگزر کا معاملہ کیا جاتا ہے، انسان تو انسان ہے جانوروں کے ساتھ بھی نرمی برتی جاتی ہے، بلکہ کیڑے مکوڑوں کے ساتھ بھی رحمت وشفقت کا حکم ہے، اور اس سلسلہ میں واضح تعلیمات موجود ہیں۔

وحدت واجتماعیت، یکجہتی ومساوات، رحم وشفقت اور بغیر کسی ادنی بھید بھاؤ کے تمام انسانوں کے ساتھ ہمدردی اور رحمدلی کے علاوہ اسلام کا ایک امتیازی پہلو یہ بھی ہے کہ وہ عقائد وعبادات سے لے کر اخلاق ومعاملات تک غرض ہر شعبۂ زندگی میں توازن وتناسب اور ترتیب کو اپنانے کی تعلیم دیتا ہے اور یہ ترتیب اسلام کے عبادتی نظام میں بھی موجود ہے مثلاً نماز اور دیگر ارکان میں، اور اس ترتیب کا تذکرہ قرآن میں نماز، زکوۃ، روزہ اور حج کے تعلق سے جابجا موجود ہے، اسی طریقہ سے تناسب وتوازن میں بھی ترتیب ہے کیونکہ اگر ترتیب کا پہلو سامنے نہیں ہوگا تو وہ عمل بے سود اور بے اثر ثابت ہوگا۔ یہی اسلام کی بنیادی خصوصیت ہے جس میں پہلی چیز وحدت اور دوسری چیز عمل میں ترتیب اور تناسب وتوازن ہے۔

لیکن آج جب ہم موجودہ حالات پر نظر ڈالتے ہیں اور مسلم ملکوں میں سرگرم اداروں اور تحریکوں وتنظیموں کی ناکامی اور شکست کے اسباب تلاش کرتے ہیں تو اس کا بنیادی سبب یہ نظر آتا ہے کہ ان میں وحدت کا فقدان ہے، عمل وطریقۂ عمل اور سلوک ومعاملات میں ترتیب وتناسب اور توازن کا فقدان ہے، بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ پیمانوں ومعیاروں کا عدم توازن، ترجیحات کا خیال نہ رکھنا، سلوک ومعاملات میں اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی، خدائی احکام وقوانین کی پامالی اور اللہ کے حدود سے تجاوز، یہی وہ بنیادی اسباب ہیں جن کی وجہ سے اسلامی تنظیمیں پوری دنیا میں اور خاص طور سے عربی دنیا میں ناکامیوں سے دوچار ہورہی ہیں۔

اور اس کے برعکس اعمال وسرگرمیوں میں تشدد وقدامت پرستی، قریب وبعید اور دوست ودشمن کے حقوق کا احترام نہ کرنا معاصر زندگی میں غالب نظر آتا ہے۔

اسلام نے قتل ناحق کو ایک شنیع اور ناقابل معافی اور کفر کے مرادف جرم قرار دیا ہے، لیکن اس کے باوجود مسلمان اس کے مرتکب ہورہے ہیں، آج صورتحال یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خون سے اپنی تشنگی بجھا رہا ہے، اور جرم بالائے جرم یہ کہ جو اس کی فکر سے، اس کے نظریہ سے اس کے منہج وطریقۂ کار سے اختلاف کرتا ہے اس کو بھی وہ اپنا باغی، مجرم اور قتل کا مستحق گردانتا ہے، اسلام تو جانوروں کو بھی بے رحمی وبے دردی سے ذبح کرنے سے روکتا ہے۔

لیکن افسوس آج ہمارے معاشرہ میں ایسے افراد پیدا ہوگئے ہیں، جو جانوروں سے بھی بدتر طریقہ پر انسانوں کا خون بہارہے ہیں اور انہیں وحشیانہ سزاؤں سے دوچار کررہے ہیں، بلکہ یہ ظالمانہ واقعات اور معاملہ صرف یہیں تک محدود نہیں؛ بلکہ ان واقعات اور مظالم کو عالمی میڈیا دنیا کے سامنے پیش کررہا ہے جس سے غیر مسلموں کے اندر اسلام اور مسلمانوں کے تئیں یہ احساس پیدا ہورہا ہے کہ اسلامی کاز کے علمبردار ظالم اور درندے ہیں، اور پھر وہ ان ظالمانہ کاروائیوں کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں؛ بلکہ خود قرآن کریم کو ایک ایسی کتاب قرار دیتے ہیں جو تشدد وبربریت کی تعلیم دیتی ہے، حالانکہ قرآن کریم میں بے شمار ایسی آیات موجود ہیں جو شفقت وہمدردی، رحم وکرم، عفو ودرگزر اور صبر وبرداشت کی تعلیم دیتی ہیں:

"وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ" [لقمان/۱۷] (اور تمہیں جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرتے رہو، یقیناً یہ بڑی ہمت کے کام ہیں)

"وَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا" [مزمل/۱۰] (اور ان کی باتوں پر صبر کیجیے اور خوبصورت طریقہ پر ان سے کنارہ کشی اختیار کیجیے)۔

پورے عالم اسلامی کی آج یہی صورتحال ہے، اس صورتحال کے ذمہ دار متشدد اور غلو پسند افراد ہیں، اور اس کی وجہ سے موجودہ نسل سامراجیوں اور دشمنان اسلام کے مظالم کو بھول گئی ہے، لہذا عمل اسلامی کے میدان میں کام کرنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ اس طریقۂ کار کو چھوڑ دیں جو مغرب کا دیا ہوا ہے اور وہ ظلم وتشدد اور جبر واکراہ پر مبنی ہے، اور اس منہج عمل اور طریقۂ کار کو اختیار کریں جو قرآن پیش کرتا ہے:

"وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ".

[فصلت/۳۴-۳۶] (اور اس سے اچھی بات کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور اچھے کام کیے اور کہا کہ میں تو فرمانبردار ہوں، اور اچھائی اور برائی دونوں برابر نہیں ہیں، (بری بات کا) جواب ایسا دو جو بہت اچھا ہو تو دیکھو گے کہ جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی تھی اب گویا وہ جگری دوست ہے اور یہ بات اسی کو ملتی جو صبر کرنے والے ہوں اور اسی کو ملتی ہے جو بڑی قسمت والا ہو اور اگر شیطان کی طرف سے تمہیں کچوکا لگے تو اللہ کی پناہ چاہو، یقیناً وہ خوب سنتا اور خوب جانتا ہے)۔

[ترجمانی: محمد سہیل باندوی]

☆☆☆☆☆

علوم قرآن

قرآن کریم کا تدوینی ارتقاء

مولانا سید صہیب حسینی ندوی

اللہ تعالیٰ نے دنیائے انسانیت کی فلاح و کامیابی اور رشد وہدایت کے لیے سب سے اخیر میں وہ کتاب اتاری جو ہمہ گیر ہے، عالم گیر ہے، ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے اعجاز سے پر ہے، اور اس کتاب ہدایت کی وضاحت وتبیین اور سمجھانے کے لیے اس رسول کو بھیجا جو زمان ومکان کی تنگیوں سے بلند ہوکر انسانیت کی فلاح سے بڑھ کر جن وانس کی فلاح و کامیابی کے لیے دنیا میں آیا تھا، اس وقت ہم قرآن کریم کے تدوینی ارتقائی دور کو صرف اپنے موضوع کا عنوان بنا کر اس سلسلہ میں کچھ تحریر کریں گے۔

لوح محفوظ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو آسمان دنیا پر بابرکت رات لیلۃ القدر میں مکمل اتارا، اس کے بعد آسمان دنیا سے دنیا میں قلب اطہر صلی اللہ علیہ وسلم پر تیئس (۲۳) سال میں حسب ضرورت اتارا جاتا رہا، سب سے پہلے سورۃ العلق کی ابتدائی آیات "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ" سے "عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ" تک اتاری گئیں، انہی آیات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مقام بلند ملا جس کو نبوت ورسالت کہتے ہیں، اس کے بعد حالات، ضرورتوں، موقع ومحل اور لوگوں کے مزاج کو سامنے رکھتے ہوئے ہدایات دی جاتی رہیں، اس طرح نزول قرآن کی ترتیب الگ ہے اور تدوین قرآن کریم کی ترتیب الگ ہے، اور یہ سب توقیفی ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتلا دیا جاتا تھا کہ یہ آیت فلاں سورت کی فلاں جگہ کی ہے، اسی اعتبار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاتبین وحی کو حکم دے دیتے اور وہ اسی ترتیب سے لکھ دیتے تھے، اس وقت ہمارے سامنے جو قرآن کریم کی تدوینی ترتیب ہے وہ لوح محفوظ اور آسمان دنیا والے قرآن کریم ہی کی ہے، راجح قول کے اعتبار سے قرآن کریم کی سب سے آخری آیت "وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ" [البقرۃ]، قرآن کریم کی سب سے اشرف واعلیٰ اور افضل آیت آیت الکرسی "اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ" [البقرۃ] ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم کو سبعۃ احرف کی رعایت کے ساتھ نازل فرمایا جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "انزل القرآن علی سبعۃ احرف" [الحدیث]۔

مختلف قبائل عرب کے لہجوں، لغات اور بعض جزوی حروف کی ادائیگی میں فرق کا خیال رکھتے ہوئے قرآن کریم پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی، قرآن اسی انداز سے پڑھا جانے لگا اور کاتبین وحی کے ذریعہ لکھا جانے لگا، اس طرح تدوینی عمل کی ابتداء ہوئی، کیونکہ زمانہ زیادہ ترقی یافتہ نہیں تھا اور کاغذ کی فراوانی نہیں ہوئی تھی، اس لیے مختلف چیزوں ہڈی پر، پتھر پر، کاغذ پر، چمڑے پر، اور کھجور کے پتوں وغیرہ پر لکھا جانے لگا، اور تقریباً تیئس سال کی مدت میں اس کی تکمیل ہوئی۔

بئر معونہ اور جنگ یمامہ کے واقعہ کے پیش آنے کے بعد جس میں حفاظ صحابہؓ کی ایک بڑی تعداد شہید کردی گئی تھی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فکر لاحق ہوئی کہ اگر اسی طرح حفاظ کرامؓ شہید ہوتے رہے تو کہیں قرآن کریم ضائع نہ ہوجائے، اس سلسلہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم کے جمع وتدوین کا مشورہ دیا، اس نئے کام پر ان کو ابتداء میں شرح صدر نہیں ہورہا تھا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بار بار اصرار اور وجوہات پر روشنی ڈالنے کی وجہ سے شرح صدر ہوگیا، اور صحابہ کرامؓ کے مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ قرآن کریم کو مختلف جگہوں سے اکٹھا کرکے ایک جگہ کاغذ پر لکھ دیا جائے اس کام کی ذمہ داری حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو دی گئی اور انہوں نے صحابہ کرامؓ کی جماعت کے ساتھ مل کر اس کو مکمل کیا لیکن یہ تدوین بھی ایک کتاب کی شکل میں نہیں ہوئی، بلکہ سورتوں کے اعتبار سے الگ الگ کاپیاں وکتابیں بنادی گئیں، اس کا فائدہ یہ ہوا کہ پورا قرآن کریم ایک جگہ جمع ہوگیا، اس کے بعد تیسرا تدوینی دور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس طرح ہوا کہ مختلف قبائل اور عجمیوں کے اسلام لانے کی وجہ سے جو سبعۃ احرف کی اجازت ملی ہوئی تھی، وہ اختلافات اور جھگڑوں کے پیدا ہونے کا سبب بننے لگی، لہذا حضرت عثمانؓ نے امت کو انتشار اور جھگڑوں کے فتنوں سے بچانے کے لیے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا، باہم یہ طے پایا کہ پورے قرآن کریم کو لغت قریش پر مرتب کردیا جائے کیونکہ قرآن کریم اسی لغت میں اترا اور یہی اصل اور نکسالی لغت تھی، اس کام کے لیے حضرت زید بن ثابتؓ کی نگرانی میں ایک ٹیم بنادی گئی، اور انکا انتخاب اس لیے بھی کیا گیا کہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

زمانہ میں یہ کام کیا تھا، اس کا ان کو تجربہ تھا۔

لہٰذا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے مرتب کردہ قرآن کو سامنے رکھ یہ کام کروایا، اور ایک کتاب میں اس کو مدون کروادیا، اور تقریباً اس کے سات نسخے تیار کرا کر مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ، اور بحرین وغیرہ بھجوادیے، اور مختلف لوگوں کے پاس جو مختلف چیزوں میں قرآن کریم لکھا ہوا تھا ان سب کو جلوادیا۔

چوتھے تدوینی دور کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ مختلف عجمیوں کے اسلام لانے کی وجہ سے اس کی ضرورت پیش آئی کہ قرآن کریم میں نقطے ڈالے جائیں کیونکہ بغیر نقطوں کے پڑھنا ان کے لیے آسان نہیں تھا، یہ کام حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوالأسود دؤلی سے کرایا، بعض لوگ اس کے قائل ہیں کہ حجاج بن یوسف نے یہ کام کیا۔

اس کے بعد اعرابی شکلیں سامنے آنے لگیں، اس کے لیے قرآن کریم میں اعراب لگائے گئے اور پہلے اعراب بھی نقطوں کی شکل میں لگائے گئے، زبر کے لیے اوپر نقطہ، زیر کے لیے نیچے نقطہ، اور پیش کے لیے سائڈ میں نقطہ لگادیا گیا، پھر اس میں ترقی کرتے ہوئے اور مزید آسانی کی خاطر زبر کے لیے حرف کے اوپر لکیر، زیر کے لیے نیچے لکیر اور پیش کے لیے چھوٹا واؤ لکھا جانے لگا، یہ کام بھی ابولأسود اور حجاج کی طرف منسوب کیا گیا ہے، یہ پانچواں تدوینی دور ہے، اس کے بعد لوگوں کو صحابہ کرامؓ کی ترتیب کے اعتبار سے پڑھانے کی خاطر قرآن کریم کو منازل میں تقسیم کیا گیا اور پورے قرآن کریم کی سات منزلیں بنائی گئیں تاکہ ایک ہفتہ میں قرآن مکمل پڑھ لیا جائے جیسا کہ عام طور پر صحابہ کرامؓ کا معمول تھا۔

سعودی عرب میں اسی انداز کے قرآن کریم چھپتے ہیں، اس کو چھٹا تدوینی دور کہہ سکتے ہیں، عجمیوں کی آسانی اور لوگوں کا خیال کرتے ہوئے پورے قرآن کریم کو تیس پاروں میں بانٹا گیا، اس تقسیم میں معانی ومضمون کا خیال نہیں رکھا گیا، اس عمل کا مقصد بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم ایک مہینہ میں ایک ایک پارہ روزانہ تلاوت کر کے مکمل کرلیا جائے، یہ ساتواں تدوینی دور ہے، اس کے بعد لوگ معانی و مطلب کے اعتبار سے بھی قرآن ٹھیک ٹھیک پڑھیں، اس کے لیے قرآن کریم میں رکوع بنائے گئے اور اس کے پیچھے خاص مقصد یہ تھا کہ نمازوں میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہو اور وہاں پر رکوع کرسکتے ہوں اور دوسرا مقصد یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تراویح پڑھاتے وقت ہر ہر رکعت میں ایک ایک رکوع پڑھنے کی صورت میں ستائیسویں شب میں قرآن کریم کی تکمیل ہوجائے گی، یہ آٹھواں تدوینی عمل ہے، اس کے بعد مزید عجمیوں کی سہولت، غلطیوں سے حفاظت، اور بغیر معانی سمجھے تلاوت کرنے والوں کے لیے مختلف رموز واشارات قرآن کریم میں لگادیے گئے، اور ان کی تفصیلات ومطالب اخیر صفحہ پر دے دیے گئے تاکہ تلاوت کرنے والا ان کو سمجھ کر اور اشاروں کو دیکھ کر اسی کے مطابق عمل کرے۔

قرآن کریم کے ساتھ یہ سارا عمل "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ" کے زیر سایہ اللہ تعالیٰ اپنے قرآنی خدمت گاروں سے کرواتا رہا، اور قیامت تک کرواتا رہے گا، یہ ایک مختصر سا تدوینی ارتقائی خاکہ ہے جو تلاوت قرآن کریم کے لیے خدام کلام الٰہی نے انجام دیا، ان شاء اللہ آئندہ مضمون میں تفسیر، تدوین تفسیر کے ارتقائی خاکہ پر روشنی ڈالی جائے گی، اللہ تعالیٰ اس معمولی سے عمل کو خدمت قرآن کے لیے قبول فرمائے، وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ أنیب۔

☆☆☆☆☆

اہل علم سے درخواست

ذمہ داران ندوۃ العلماء لکھنؤ نے فیصلہ کیا ہے کہ کتب خانہ علامہ شبلی نعمانی ندوۃ العلماء میں عالم ربانی حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ بانی ندوۃ العلماء پر ایک گوشہ قائم کیا جائے۔

اس گوشے میں مولانا مرحوم کی تحریر کردہ کتابیں، ان کے حالات، خدمات اور افکار پر لکھی ہوئی کتابیں، مضامین اور مقالات رکھے جائیں گے تاکہ اہل علم، محققین اور ریسرچ اسکالرز کے لیے استفادہ مزید آسان ہوجائے۔

اس سلسلے میں تمام اہل علم سے درخواست ہے کہ ان کے پاس مولانا مرحوم کی تصانیف، ان سے متعلق جو بھی مواد ہو، اس گوشے کے لیے ارسال فرمائیں، ادارہ مشکور ہوگا۔

محمد ہارون ندوی
ناظر کتب خانہ شبلی نعمانی
ندوۃ العلماء لکھنؤ

عالم اسلام

اردگان کی کامیابی اور درپیش چیلنج

ارشاد الرحمٰن

۱۰ر اگست ۲۰۱۴ء کو ترکی میں منعقد ہونے والے صدارتی انتخابات میں وزیر اعظم ترکی رجب طیب اردگان ملک کے صدر منتخب ہوئے، اب تک صدر کا انتخاب پارلیمنٹ کررہی ہے، یہ پہلا موقع ہے جب قوم نے براہ راست اپنے ووٹ سے صدر کا انتخاب کیا ہے۔ رجب طیب اردگان کو پہلے ہی راؤنڈ میں اپنے حریفوں پر فیصلہ کن برتری حاصل ہوگئی، اور دوسرے راؤنڈ کی ضرورت پیش نہ آئی، ملکی دستور کی دفعہ ۴ کے مطابق ملک کے صدارتی انتخاب میں اردگان کو مطلق اکثریت حاصل ہے، اردگان کو ۵۲ فیصد، اکمل الدین احسان اوغلو کو ۳۸ فی صد اور صلاح الدین دمیر طاش کو ۹ فی صد ووٹ حاصل ہوئے، عالمی ذرائع ابلاغ کے مطابق رجب طیب اردگان اس وقت اپنے سیاسی زندگی کے بلندترین مقام پر پہنچ چکے ہیں، وہ ۲۰۰۳ء سے ملک کے وزیر اعظم تھے، وہ ملک کے صدر بن کر صدر جمہوریہ کے اختیارات کا دائرہ وسیع کرنا چاہتے ہیں، ذرائع نے یہ تبصرہ بھی کیا ہے کہ اردگان اپنے زندگی کے جس اہم ترین ہدف تک پہنچنا چاہتے ہیں وہاں پہنچ گئے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ صدارتی منصب کو اعزازی کے بجائے تنفیذی صورت عطا کی جائے۔

عالمی ذرائع ابلاغ میں بہت اہم خبر رساں اداروں کے تبصروں کے مطابق عراق، شام اور یوکرین کے بحرانوں میں گھرے ہوئے اور مغرب کے نہایت اہم حلیف اور اتحادی ملک ترکی کا آئندہ صدر انتہائی اہمیت کے حامل، کثیر جہتی سیاسی مقام پر کھڑا ہوگا، اگر مشرق وسطیٰ اور یورپ کے تناظر میں دیکھا جائے تو ترکی کے صدارتی انتخابات کو تبدیلی کا نقطۂ آغاز قرار دیا جاسکتا ہے، برطانوی اخبار ''دی گارڈین'' کے مطابق اردگان کی یہ نمایاں کامیابی اس کی طاقت واقتدار کو مزید مستحکم کرے گی، بیش تر تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ وزارت عظمیٰ کے پورے عرصے میں اردگان کے لیے یہ مشکل ترین سال تھا جو اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔

شخصیت، تجربے اور سیاسی بصیرت وقومی سطح پر حاصل شہرت و پذیرائی کے اعتبار سے تینوں صدارتی امیدواروں کی حیثیت میں بہت نمایاں فرق ہے، صلاح الدین دمیر طاش ۴۱ سال کے ہیں، ملک کی بہت بڑی قبائل برادری کردوں کی حمایت انھیں حاصل تھی، اندازے سے بہت کم شرح ووٹ ان کے حصے میں آئی، یعنی ۹ فی صد۔ دوسرے صدارتی امیدوار او آئی سی کے سیکریٹری جنرل کے منصب پر رہنے کی وجہ سے عالمی شہرت وتعارف رکھتے تھے اور ملک کی ۱۳ سیاسی جماعتوں کے متفقہ امیدوار تھے، اس تمام تر حمایت کے باوجود انھیں ۳۸ فی صد ووٹ ملے، اردگان کے مقابلے میں لوگ انھیں 'باباجی' خیال کرتے ہیں، تنقید وتجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ رجب طیب اردگان ۶۰ سال کی عمر میں بھی پرکشش شخصیت کے مالک ہیں، وہ قوت کار اور حاضر دماغی کے اعتبار سے بہت اچھا تعارف رکھتے ہیں، حکومت میں ۱۲ برس گذارنے کے بعد بھی وہ توانا عزم اور تعمیر وترقی کے منصوبوں کو مزید آگے بڑھانے کے متمنی ہیں، ناقدین کے نزدیک اس کے باوجود وہ منصب صدارت پر متمکن ہوکر ترکی کی سیاست کے نقشے میں کوئی تبدیلی نہیں لاسکیں گے، حامی انھیں 'فرزند امت' کا نام دیتے ہیں، اور حریف انھیں مذاق سے 'سلطان' کہتے ہیں، بہر حال اردگان اپنے دونوں حریفوں کے مقابلے میں پوری قوم کا اعتماد حاصل کرنے میں واضح طور پر کامیاب رہے اور ۵۲ فی صد سے زائد ووٹ حاصل کر کے ملک کے پہلے جمہوری صدر منتخب ہوگئے، بعض ذرائع نے انھیں ترکی کی تاریخ کا مضبوط ترین لیڈر قرار دیا ہے، ان کا خیال ہے کہ بطور صدر وہ متعدد قومی اداروں میں اپنے پسندیدہ افراد کو متعین کرنے کا اختیار حاصل کرلیں گے۔

رجب طیب اردگان کی صدارتی انتخابات میں کامیابی، ان کی اپنی قائم کردہ جماعت 'انصاف وترقی پارٹی' کی مسلسل ۹ ویں کامیابی ہے، ۱۹۲۳ء سے لے کر اب تک سیاسی منظر نامے پر کسی بھی جماعت کو ایسی برتری حاصل نہیں ہوسکی، انصاف وترقی پارٹی تین بار عام انتخابات میں، تین بار بلدیاتی انتخابات میں، دوبار ریفرنڈم میں اور اب پہلے براہ راست قومی صدارتی انتخابات میں کامیابی کی منزلیں طے کرچکی ہے۔

۱۲ سال سے انصاف وترقی پارٹی سیاسی منظر پر نہ صرف موجود ہے بلکہ برسر اقتدار ہے، پارٹی

نے خارجی سطح پر عالمی تبصرہ و تجزیہ نگاروں کے لیے قابل توجہ ڈپلومیسی کا مظاہرہ کیا ہے، ترکی نے علاقائی و عالمی مقام حاصل کرلیا ہے، اردگان کو عالم عرب اور عالم اسلام میں جو پذیرائی ملی ہے اس سے قبل کسی سیاسی رہنما کو حاصل نہیں ہوسکی، انصاف و ترقی پارٹی کے دور حکومت میں ترکی متعدد بار قابل ذکر اقتصادی کامیابیوں کی منزلیں طے کرچکا ہے، ایسی مملکت جو قرضوں اور بحرانوں کے بوجھ تلے دبی ہو، وہ قرضوں کے جان لیوا بوجھ سے باہر نکل آئے تو یہ عالمی سطح پر بے مثال کامیابی ہے، وزیراعظم رجب طیب اردگان نے صدارتی انتخاب میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد اپنے خطاب میں کہا: ترکی عالمی مالیاتی فنڈ کا ۲۳ ملین ڈالر کا مقروض تھا، جن کی مکمل ادائیگی کے بعد وہ مالیاتی فنڈ کے قرضوں سے نجات پاچکا ہے، انھوں نے کہا کہ ترکی یہ عزم رکھتا ہے کہ عالمی مالیاتی فنڈ کو ۵ ملین ڈالر کا قرض دے کر وہ مقروض ملکوں کی صف سے نکل کر قرض دینے والا ملک بن جائے، عالمی طاقتوں کی ہدایات کے تابع رہنے کے بجائے عالمی سیاست میں برابر کے شریک کی حیثیت سے کردار ادا کرسکے۔

طیب اردگان ایسی شخصیت ہیں، جس نے ترکی کے گلی کوچوں میں خود کو موضوع بحث بنالیا ہے، ان کے گرد جمع ترک محبت کرنے والے بھی ہیں، اور نفرت کرنے والے بھی، ان کے عقیدت مند انھیں 'اتاترک ثانی' سمجھتے ہیں، ان کے نقاد کہتے ہیں کہ وہ خطے کو تقسیم کرنے اور اس پر تسلط جمانے کے منصوبے کے آلۂ کار ہیں، ناقدین کا کہنا ہے کہ وہ عثمانی سلطنت کے شاہوں جیسا 'شاہ' بننا چاہتے ہیں لیکن ان کا یہ خواب اس لیے پورا نہیں ہوسکتا کہ اتاترک نے جو ریاست کا بانی ہے، دستور میں ایسی دفعہ شامل کررکھی ہے، جس کی بنیاد پر ریاست کا سیکولر رہنا ناگزیر ہے۔

اتاترک نے اس دفعہ کے فوراً بعد یہ دفعہ بھی شامل کی ہے کہ سیکولرزم کی اس دفعہ کو کسی بھی وقت اور کسی بھی ذریعہ سے تبدیل نہیں کیا جاسکتا، چونکہ اردگان کے پیش نظر خلافت عثمانیہ جیسی ریاست قائم کرنا ہے، لہٰذا اس دفعہ کی موجودگی تک یہ نہیں ہوسکتا، ترکی دستور میں دینی جماعتوں کی تشکیل ممنوع ہے، انصاف و ترقی پارٹی دستاویزی اور کاغذی لحاظ سے سیکولر اور مزاج وطبیعت اور کردار کے اعتبار سے اسلامی ہے۔

پے در پے تین قومی انتخابات میں کامیابی حاصل کرکے یک جماعتی حکومت کی تشکیل کے باوجود یہ ممکن نہیں تھا کہ معاملہ ان کے ہاتھ میں آجاتا، ملک پر فوج کا تسلط قائم تھا اور وہ کسی وقت بھی ان کے خلاف بغاوت کرسکتی تھی، لہٰذا اردگان نے پہلے فوج کے اثرات واختیارات کو محدود کیا، پھر عدلیہ کی اتھارٹی کا خاتمہ کیا جو اسلامی گروپوں کے سر پر لٹکتی تلوار تھی، اردگان نے یورپی یونین کے قوانین کے ساتھ انضمام کو غنیمت جانا تاکہ رفتہ رفتہ ان قوانین کو تبدیل کیا جاسکے جو ان دونوں اداروں سے متعلق تھے۔

انصاف و ترقی پارٹی کے نائب صدر محمد علی شاہین نے دستوری تبدیلیوں کے حوالے سے کہا کہ: ایک مدت سے ہماری رائے ہے کہ ۱۹۸۲ء کے دستور میں تبدیلی کی ضرورت ہے، اور قوم کو نئے دستور کی ضرورت ہے، افسوس ہے کہ دستوری تبدیلیوں کے مسودے پر دوسال کی محنت کے باوجود پارلیمنٹ سے دستوری کمیٹی کا اتفاق نہیں ہوسکا، مگر اس کے باوجود ہم اپنی رائے پر قائم ہیں، اور اپنے مقاصد واہداف کو حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔

۲۰۱۵ء میں منعقد ہونے والے قومی انتخابات میں پیش کیے جانے والے منشور میں ہمارا سب سے اہم وعدہ یہی ہوگا کہ نیا دستور اتفاق رائے سے بنے گا، ہمارا یقین ہے کہ ملک کو ایسے دستور کی ضرورت ہے جس سے ملکی مشکلات و مسائل کا حل ممکن ہو، جو انسانی حقوق اور آزادیوں کا ضامن ہو اور ترکی کو ایک جدید ریاست بناسکے۔

رجب طیب اردگان نے بذات خود ترکی کے اندر پارٹی قیادت کو یہ ہدف دیا ہے کہ وہ آئندہ پارلیمانی انتخابات میں اتنی غالب اکثریت حاصل کریں جس سے پارٹی کے لیے دستور میں تبدیلی لانے کا عمل ممکن ہوسکے، انھوں نے یہ بات بھی واضح کی کہ آئندہ عام انتخابات میں پارٹی کی شرکت کا مقصد دستور میں تبدیلی کی خاطر زیادہ سے زیادہ اکثریت حاصل کرنا ہے، گذشتہ انتخابات میں اگرچہ پارٹی کو ۵۵۰ کے ایوان میں ۳۱۳ نشستیں حاصل تھیں لیکن وہ غالب اکثریت رکھنے کے باوجود دستور میں تبدیلی کے لیے مطلوبہ دوتہائی اکثریت نہیں رکھتی تھی۔

اردگان کی صدارتی کامیابی پر مخالفین کا اعتراض ہے کہ وہ ملک کو صدارتی نظام میں ڈھالنا چاہتے ہیں، اردگان نے اس رائے کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ: میں کسی امتیاز کے بغیر ۷۷ ملین ترک عوام کا صدر ہونے کا حلف اٹھاؤں گا، ان کا کہنا ہے کہ ہم نے تاریخی اصلاحات اس لیے کی ہیں کہ ملک کے تمام شہری آزادی رائے کا

حق کسی خوف وخطر کے بغیر استعمال کرسکیں، اس کے برعکس ان کے حریفوں کا خیال ہے کہ ترکی کو مغربی اقدار وروایات سے بہت دور لے جارہے ہیں۔ اردگان کو درپیش چیلنجوں میں ایک بہت بڑا مسئلہ معروف دانش ور فتح اللہ گولن کی قابل اعتراض سرگرمیاں ہیں، ان کے بارے میں اردگان نے کہا کہ میرے منصب صدارت سنبھالنے سے گولن سے کشمکش میں اضافہ ہوجائے گا، ان کا کہنا ہے کہ گولن صرف اردگان اور اس کے خاندان اور ساتھیوں کے خلاف نہیں ہے، بلکہ وہ ترکی اور ترک قوم کی آزادی کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔

انصاف و ترقی پارٹی کا کہنا ہے کہ سیاسی کشمکش اور چیز ہے اور تخریبی کشمکش دوسری چیز، فتح اللہ گولن کی پارٹی پر انصاف پارٹی کا الزام ہے کہ وہ قومی اداروں کے اندر انتشار وانارکی پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں، وہ ترکی ریاست کے خلاف مجرمانہ کارروائیوں میں ملوث پائے گئے، ملک کی قومی اور وطنی سلامتی کے اہم رازوں کی جاسوسی کرتے پکڑے گئے ہیں، وہ ان معلومات اور سربستہ رازوں کو ترکی کے دشمنوں تک پہنچاتے ہیں، ابتداء میں جب وہ حکومت کے سیاسی طور پر مخالف رہے تو ان سے بالکل تعرض نہیں کیا گیا، حتی کہ وہ دستوری حقوق حاصل کیے بغیر سیاسی پلیٹ فارم پر اختلافی سیاست کرتے رہے، انھوں نے کوئی سیاسی جماعت رجسٹرڈ نہیں کرائی تھی جس کے ذریعہ وہ حکومت کی مخالفت کرسکتے۔ ان پر دوسرا الزام یہ ہے کہ انھوں نے ''مرمرہ'' بحری جہاز کے مسئلہ پر اسرائیلی حکومت کی تائید کی اور ترکی حکومت کو ان ۹ شہداء کی شہادت کا ذمہ دار قرار دیا جنھوں نے غزہ میں فلسطینی قوم کے گرد اسرائیلی محاصرے کو توڑنے کی خاطر جام شہادت نوش کیا، یہی وہ موقع ہے جب ترکی حکومت نے ان کا محاسبہ کرنا چاہا۔ تیسرا الزام یہ ہے کہ فتح اللہ گولن کی جماعت کے کارکن خفیہ طور پر قومی حکومتی اداروں میں جاسوسی نظام قائم کرکے عسکری اور سول حکومتی اداروں کی سلامتی کو خطرے سے دوچار کرنا چاہتے تھے، انھوں نے ترکی سلامتی کونسل کے اجلاسوں کی جاسوسی کی اور ان خفیہ معلومات کو عام کیا۔

ترکی داخلی اور خارجی دونوں سطحوں پر کئی مشکلات اور چیلنجوں سے دوچار ہے اور رجب طیب اردگان نے ان تمام مسائل ومشکلات کو نقطۂ صفر پر لانے کا عزم ظاہر کیا تھا مگر ۱۲ سال مسلسل اقتدار میں رہنے کے بعد بہت سے امور و معاملات سے پردہ اٹھا تو وہ مشکل تر ہوتے گئے، داخلی سطح پر اردگان کو سیکولر قوتوں سے سابقہ ہے جو اپنے مقاصد اور اہداف سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہتیں جب کہ اسلامی روحانیت ترکی کو اس کی تہذیب و ثقافت کی طرف لوٹانا چاہتی ہے، ملکی امن وامان کے قیام اور اس پر صرف ہونے والے قومی سرمایے کی شرح کو کم سے کم کرنا بھی بہت بڑا چیلنج ہے، شام، مصر، عراق وغیرہ کے مسائل ترکی حکومت اور معیشت پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں، ملک کے اندر قبائلی تحریکیں بھی ہنگاموں اور فسادات کو ہوا دینے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتیں ان تمام اندرونی و بیرونی مسائل کے باوجود، انصاف و ترقی پارٹی کی بلدیاتی انتخابات اور صدارتی انتخابات میں نمایاں اور واضح ترکامیابی سے قومی رجحان اور میلان کا اندازہ ہوتا ہے، امید ہے کہ قوم دستوری تبدیلیوں کو یقینی بنانے کے لیے انصاف وترقی پارٹی کو ۲۰۱۵ء کے پارلیمانی انتخابات میں پہلے سے مضبوط تر عوامی مینڈیٹ دے کر پارلیمنٹ میں پہنچائے گی، غالب امید ہے کہ رجب طیب اردگان بحیثیت صدر ریاست ان تمام امور ووسائل سے نبرد آزما ہونے میں کامیاب ہوں گے، ان کا کامیاب ماضی اس بات کی شہادت فراہم کرتا ہے کہ وہ ایسی شخصیت ہیں جس کو معلوم ہے کہ اسے کیا کرنا ہے، وہ اپنے ایجنڈے پر پوری یک سوئی اور دلجمعی کے ساتھ کام کرتے ہیں۔

آئندہ انصاف وترقی پارٹی اپنے اہداف حاصل کرنے میں کسی حد تک کامیاب رہتی ہے، پارٹی مقبولیت سے تو اس کے امکانات روشن نظر آتے ہیں، مگر ناقدین کا کہنا ہے کہ اردگان کے پارٹی سربراہ نہ رہنے کی وجہ سے ان کی پارٹی پر گرفت کمزور ہوجائے گی، پارٹی کے بدخواہوں نے پارٹی کے اندر عبداللہ گل دھڑے کا وجود بھی دریافت کرلیا ہے، یہ اندازے اور افواہیں انصاف وترقی پارٹی کا سفر کھوٹا کرنے کی سازشیں ہیں، امید ہے کہ پارٹی کے داخلی نظام میں ہونے والی تبدیلی پارٹی قیادت اور قومی حکومت کے لیے مزید تقویت کا باعث بنے گی۔

☆☆☆☆☆

دعائے مغفرت

مولانا محمد ہارون رشید ندوی معاون مسجل دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ماموں حاجی محمد طٰہٰ کا ۱۷ر ذیقعدہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۳ر ستمبر ۲۰۱۴ء کو انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

کاروان علم ودعوت

پوری انسانیت کی ہدایت واصلاح کی فکر کیجیے!

کنیا کماری میں پیام انسانیت کے جلسوں سے حضرت ناظم ندوۃ العلماء کے دلسوز خطابات

محمود حسن حسنی ندوی

کنیا کماری ہندوستان کا آخری کنارہ ہے جہاں تین سمندر ملتے ہیں، کنیا کماری کیرالا سے متصل لیکن تمل ناڈو کا آخری کنارہ ہے، جس کو تین طرف سے سمندر گھیرے ہوئے ہے، اس طرح تین سمندروں کا نقطۂ اتصال کنیا کماری ہے۔ تینوں کا رنگ الگ الگ ہے، ایک میں طلوع شمس کا نظارہ کرنے کے لیے عوام کی بھیڑ صبح اکٹھا ہوتی ہے، اور ایک میں غروب شمس کا نظارہ کرنے کے لیے شام کو لوگ جمع ہوتے ہیں، اور ایک کی سمت الگ ہے۔ بحر عرب، بحر ہند اور بحر خلیج بنگال یہاں آکر ملتے ہیں، جب شام کے وقت غروب شمس کی سمت میں لوگ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم اور ان کے رفقاء کو لے گئے تو حضرت مولانا کو شدید انقباض ہوا، حالانکہ ان کو جغرافیہ سے بڑی دلچسپی اور جغرافیہ ان کا خاص موضوع ہے، ان کو یہ محسوس ہوا کہ یہاں لوگ زیادہ تر اپنے عقیدہ کے مطابق سورج کی پوجا کے ارادے سے جمع ہورہے ہیں، ایسے وقت ہم لوگوں کا آنا درست نہیں، چنانچہ شرک کی بدبو نے ان کو ساحل سمندر پر پہنچ کر ایک منٹ بھی ٹھہرنے نہ دیا اور فوراً وہاں سے تری وندرم کے لیے کوچ کیا، عقیدۂ توحید کے لیے حضرت مولانا مدظلہ کی یہ حساسیت دیکھ کر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی بات یاد آئی کہ ان کے کوئی مرید یا شاگرد گنگوہ ان کی خدمت میں اس زمانہ میں آئے، جو حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی کے مزار پر عرس کا زمانہ تھا، حضرت بہت ناراض ہوئے کہ اس وقت کیوں آئے؟ انہوں نے صفائی دی کہ وہاں سے کوئی تعلق نہیں، آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، فرمایا دوسرے تو دلیل یہی پکڑیں گے، یہ وقت آنے کا نہیں تھا چاہے نیت تمہاری وہ نہ رہی ہو، میں نے مولانا عبدالشکور قاسمی سے کہا کہ یہ جو آپ نے توحید کے لیے حساسیت دیکھی وہ آپ کتاب سے نہیں سمجھ سکتے تھے بغیر صحبت اور ساتھ رہے یہ مزاج نہیں بنتا۔

کنیا کماری میں مسلمان بہت کم ہیں، صرف پانچ فیصد ہیں، اور دوسرے مذاہب وادیان (ہندو، عیسائی، بدھ وغیرہ) کے دعوتی مراکز اور سنٹر ہیں، یہ بات وہاں پہنچنے سے قبل ناگرکوئل (تمل ناڈو) میں واقع مرکز البحوث الاسلامیہ دارالاشاعت میں وہاں کے مدیر نے بتائی جہاں ظہر کی نماز ادا کی گئی تھی۔

کنیا کماری کے ایک ہوٹل میں قیام وطعام کا نظم تھا، اور عصر بعد متصلاً ایک مختصر پروگرام تھا، یہ پروگرام اس چھوٹی جگہ پر منعقد ہوا، جو اسلامی سنٹر کے لیے حاصل کی گئی ہے، اس کے لیے حبیب الرحمٰن بجلی صاحب بڑے کوشاں اور فکرمند رہے اور ان کے ساتھ مولوی جمال الدین ندوی اور مولوی عبدالشکور قاسمی پیش پیش ہیں، ان دونوں نے بجلی صاحب کو اس بات پر تیار کیا کہ یہاں سے تحریک پیام انسانیت کا احیاء کیا جائے، کیرالا کے ان فکرمند لوگوں کے علاوہ یہاں تمل ناڈو کے مقیم بعض داعی حضرات بھی تھے جیسے آزاد صاحب جن کے ذریعہ ہزاروں ہزار لوگ ہدایت پاچکے ہیں، اور شیخ عبداللہ صاحب نومسلم جن کا ایک چھوٹا سنٹر انہی کے مکان پر ہے، اسی سے متصل یہ ادارہ قائم ہورہا ہے جس کا افتتاح عمل میں آنا تھا۔

جلسۂ پیام انسانیت اور حضرت مولانا کا خطاب

حضرت مولانا دامت برکاتہم نے مختصر سے افتتاحی پروگرام میں یہاں حاضر ہوکر اپنی مسرت کا اظہار کیا، اور فرمایا:

انسان انسان سے مل کر خوش ہوتا ہے، مدد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اور مل کر انس وتعلق پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات کو پیدا کیا، اس میں انسان کو سب سے بہتر بنایا، وہ دوسری مخلوقات میں یہ امتیاز رکھتا ہے، کہ وہ ایسی سوسائٹی بناتا ہے جس میں ایک دوسرے سے مل کر کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، ہماری ہر چیز ایک دوسرے کے تعاون کے ساتھ ہے، اگر ہم تعاون حاصل نہ کریں تو ہم ننگے بیٹھے رہیں گے، کپڑے تک نہ پہن سکیں گے، کئی لوگوں کے تعاون اور کئی مرحلوں سے گزر کر کپڑا، اس حال میں ہم تک پہنچتا ہے کہ ہم اسے پہن سکیں اسی طرح کھانے وغیرہ کو لے لیجیے، مکان کو لے لیجیے، کوئی کام انسان تن تنہا نہیں کرتا ہے، آپسی تعاون واشتراک عمل سے کرتا ہے، یہاں تک کہ پروگرام کرنا، پڑھنا، پڑھانا، لکھنا لکھانا، اور استفادہ وافادہ کے دوسرے ذرائع سب میں کئی لوگوں کا تعاون درکار ہوتا ہے، لیکن انسان کو اپنی صلاحیت

اور طاقت کا دھوکہ ہوتا ہے اور یہ چیز اس کو شکر گزاری سے دور کرتی ہے۔

ہمارے مالک اللہ رب العالمین نے ہم کو پیدا کیا، تو اس نے علم دیا، عقل دی، علم یہ ہے کہ معلوم کریں کہ کیا چیز کہاں ملتی ہے، اور عقل بتاتی ہے کہ کس طرح فائدہ اٹھائیں اور اس کا استعمال کیسے ہو؟ جب ایک دوسرے کے تعاون سے ہمارے کام ہوتے ہیں تو ہم کو بھی اپنی عقل، اپنے علم، اپنے مال، اپنی طاقت اور اپنے ہنر سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا چاہیے، بغیر علم حاصل کیے کوئی عالم نہیں بنتا، انسانی شرافت کا تقاضہ ہے کہ وہ دوسروں کو اپنے علم سے فائدہ پہنچائے اور اسی طرح اپنی صلاحیت اور طاقت سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے، کسی کو دوا کی ضرورت ہوئی وہ پوری کردی، کسی کو پانی کی ضرورت ہے اس کی وہ ضرورت پوری کر دی، کسی کو نقصان پہنچ رہا ہے، بتادے ایسا نہ کرو اس سے نقصان ہوگا اور ایسا کروگے تو فائدہ ہوگا، پہلے ہمارے ملک میں ان باتوں کا بڑا خیال رہتا تھا، ہندو مسلمان کے اور مسلمان ہندو کے کام آتا تھا۔ طاقتور کمزور کے اور کمزور طاقتور کے کام آتا تھا، آج صورت حال بدلتی نظر آرہی ہے، پہلے جیسا سماج اب نظر نہیں آتا، اس لیے اس کی ضرورت اب بڑھ گئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور طریقہ میں اس کی بڑی رہنمائی ملتی ہے، اس لیے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرنا چاہیے اور اس سے رہنمائی لینا چاہیے۔ آپؐ کے صحابہؓ کی سیرت کا مطالعہ کیجیے کہ وہ پہلے کیا تھے، اور پھر ایمان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے ان کو کیسا اعلیٰ انسان بنادیا، پانی نہیں پی رہے ہیں کہ دوسرا پیاسا نہ مرجائے، کھانا نہیں کھا رہے ہیں کہ مہمان بھوکا نہ رہ جائے، جانور تک کا خیال وہ پیاسا اور بھوکا نہ رہے، جانور تک کو تکلیف دینے سے بچتے تھے، جانور سے کام لیتے تو اس کو اس سے زیادہ طاقت اور غذا پہنچاتے، اور اس کو آرام بھی دیتے۔ آج معاملہ دوسرا ہے، ہر شخص کو بس اپنی فکر لگی ہے اور اپنے فائدہ پر نظر ہے۔

دین اسلام نے تعلیم دی ہے کہ جیسے اپنے فائدہ پر نظر ہو ویسے ہی دوسرے کے فائدہ پر بھی نظر ہو، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ جنہوں نے پیام انسانیت تحریک تکلیف دہ حالات کو دیکھ کر شروع کی، وہ فرماتے تھے کہ لوگوں کو اس کی بھی فکر نہیں کہ کیلا کھایا اور چھلکا وہیں ڈال دیا، کس کا پیر پھسل جائے اور وہ گر جائے، نل کھلا ہے پانی بہہ رہا ہے، اس میں کوئی گر جائے، کپڑے خراب ہوجائیں۔ یہ بھی خیال نہیں کہ میونسپلٹی کا نقصان ہورہا ہے، حکومت کا نقصان ہورہا ہے، ایک ایک چیز کا خیال ہونا چاہیے۔

تعلیم حاصل انسان کررہا ہے کہ اعلیٰ ملازمت مل جائے، ایک بڑے پروفیسر نے بات کہی کہ جب تعلیم کو اقتصادیات سے جوڑ دیا گیا ہے، تب سے خرابی زیادہ آئی، اکبر الٰہ آبادی نے بہت خوب کیا ہے ؎

کیا بتائیں احباب کیا کارنمایاں کر گئے
بی اے ہوئے، نوکر ہوئے، پنشن ملی اور مر گئے

ہم دنیا میں آئے ہیں یوں ہی نہ چلے جائیں، دنیا کو کچھ دے کر جائیں، بعض ایسے ہیں جو دنیا میں انقلاب پیدا کر جاتے ہیں، اور بعض ایسے ہیں کہ جو صرف کھاپی کر ہی رہ جاتے ہیں، اور بعض دوسروں پر بوجھ بن کر جاتے ہیں، ہمیں خوشی ہے کہ آپ نے انسانی سماج کی بہتر تشکیل اور انسانیت کی رہنمائی اور بلاتفریق مذہب وملت دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے جذبہ سے کنیا کماری سے کام شروع کیا ہے، ہم آپ کے اس جذبہ کی قدر کرتے ہیں، اور امید کرتے ہیں کہ یہاں سے اٹھنے والی آواز دور دور تک پہنچے گی، اور پیام انسانیت عام ہوگا، آپ ملاقاتیں کیجیے، میٹنگیں کیجیے، اچھی باتیں دوسروں کو بتائیے، اور توجہ دلائیے کہ تم انسان ہو، اور انسان انسان کے کام آتا ہے۔

آپ ہندوستان کے آخری سرے پر ہیں، یہاں سے صرف پیچھے جاسکتے ہیں، دائیں بائیں کا بھی راستہ نہیں، ریلوے لائنیں، سڑکیں سب یہاں ختم، آگے اور دائیں بائیں پانی ہی پانی ہے، یہاں سے کام شروع کرلیا، اور پھر پیچھے چلتے چلے جائیں اور پورے ہندوستان کا احاطہ کیجیے، ان شاء اللہ پورے ملک میں کام پھیلے گا، کم از کم اس خطہ میں تو کام پھیلے گا اور جہاں ہم آپ اس وقت ہیں کیرالا کا علاقہ، تمل ناڈو کا خطہ پیش نظر ہے اور یہی نہیں، پورا ملک اور ملک ہی نہیں پوری دنیائے انسانیت کو پیش نظر رکھیے، آج ایسے ذرائع اور وسائل سامنے آگئے ہیں کہ ان کے ذریعہ دنیا کے کسی کونہ میں رہنے والے انسان تک رسائی مشکل نہیں رہی۔

معاشرہ اور سماج میں جو خرابیاں پھیل رہی ہیں، بتائیے ان کے کیا نقصانات ہیں ہم سب مل کر ان بیماریوں خرابیوں کو دور کرسکتے ہیں، اس میں سب سے زیادہ رہنمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک سے ملے گی، آپ میٹنگیں کرکے، ملاقاتیں کرکے، خطاب کے ذریعہ، لٹریچر کے ذریعہ، ذرائع ابلاغ کے ذریعہ دوسروں کو توجہ دلائیے اور سماج کے ذمہ داروں کو متوجہ کیجیے کہ وہ اپنے اپنے سماج کی فکر کریں۔

مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کا خطاب

جناب مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی معتمد تعلیم ندوۃ العلماء نے کہا کہ:

بہت تفصیل سے کام کی اہمیت اور نوعیت پر روشنی ڈالی گئی، یہ کام ہر شخص پر انسان ہونے کی حیثیت سے اور ہر مسلمان پر مسلمان ہونے کی حیثیت سے بھی فرض ہے کہ برائی پھیلے اور وہ روکنے کی کوشش نہ کرے، دوسروں سے تکلیف دور کرے راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹائے، پتھر، کانٹا تک ہٹانے میں اللہ تعالیٰ نے اجر رکھا ہے، یورپ نے اپنا تسلط قائم کرنے کے لیے جو لٹریچر تیار کیا ہے، اس سے دوسری قوموں کو لڑانے کا کام کیا ہے۔ اور ایسی باتیں شامل کر دی ہیں جن سے نفرت پھیلے، مسلمان اور اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں ہیں، ٹرینوں، ملاقاتوں میں جب سابقہ پڑتا ہے، جب صحیح بات بتائی جاتی ہے، تو غلط فہمی دور ہو جاتی ہے، غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے ٹکراؤ کی صورت حال ختم ہوگی اور ملک کو استحکام حاصل ہوگا، ہر انسان اچھی بات سے متاثر ہوا ہے، قومی لحاظ سے، انسانی لحاظ سے یہ کام ضروری ہے، سب کو اس میں حصہ لینا چاہیے جو بڑی ملی او رقومی اور انسانی خدمت ہوگی۔

مولانا عبدالشکور قاسمی نے حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی کے خطاب کا اور مولانا جمال الدین ندوی (ابوظہبی) نے مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کی تقریر کا ملیالم میں ترجمہ کیا، حالانکہ کنیا کماری تمل ناڈو کا علاقہ ہے مگر اس پر اثرات کیرالا کے زیادہ ہیں، یہاں تمل میں ترجمہ کی ضرورت نہیں پڑی۔ آخر میں شیخ عبداللہ (نومسلم) نے جو کنیا کماری کے ہیں، شکریہ کے کلمات کہے، اس محفل میں مدورئی اور کنیا کماری کے وکلاء، تعلیم وتربیت کے ماہرین، بعض مؤثر مبلغین اسلام موجود تھے۔ شیخ عبداللہ نے کہا کہ: الحمدللہ ہم نے پونے دو لاکھ تاملوں تک دین کی بات پہنچائی ہے، اور ان کی تربیت کے سنٹر قائم کیے ہیں، اور تین انجینئرنگ کالج ہم نے قائم کیے ہیں، میں چونکہ نومسلم ہوں، اس لیے مجھے اس کی بڑی فکر ہے کہ ہدایت کی روشنی سے لوگ زیادہ سے زیادہ منور ہوں۔

آخر میں حضرت مولانا مدظلہ کی دعا پر جلسہ اختتام کو پہنچا، اور تری وندرم کے لیے رخت سفر باندھا جہاں سے اگلے روز علی الصباح ممبئی کے راستہ لکھنؤ واپسی تھی، ممبئی میں جمعرات کو پہنچ کر جمعہ کو مزید قیام رہا اور پھر سنیچر کو صبح لکھنؤ کے لیے عازم سفر ہوئے۔

ملک کی انتہا اور سفر کا اختتام

کنیا کماری سے واپس اسی روز کیرالا کے دارالحکومت تری وندرم آئے جہاں سے دوسرے دن صبح ممبئی کے لیے ٹرین پکڑنی تھی، سیٹیں کنفرم تھیں، راستہ میں جو جگہیں اسٹاپ کی تھیں وہاں اہل تعلق ملنے آئے، مولانا عبدالشکور قاسمی کائم کولم تک ساتھ رہے، کائم کولم میں مدرسہ حسینیہ کے ذمہ دار حاجی عبدالستار اپنے صاحبزادگان کے ساتھ ملنے آئے، اور کھانا ساتھ لائے، اسی طرح کم، کوچین وغیرہ میں، کوچین میں مولوی سعید احمد بن مولانا محمد غزالی ندوی، اور کالی کٹ میں بھی بعض حضرات آئے، کالی کٹ میں مولوی محمد انصاری ندوی اتر گئے، جو رفاقت کے لیے تری وندرم سے ساتھ تھے، کنانور میں مولوی نعمان ندوی بھٹکلی، مدرسہ عین المعارف کے ذمہ دار مولوی محمد انس، اور مولوی طلحہ ندوی آئے، ٹرین منگلور دیر رات کو پہنچی، ۱۱ بج چکے تھے، وہاں اقرأ اسکول سے مولوی داؤد ندوی، مولوی ابوعبیدہ ندوی وغیرہ اپنے رفقاء اور بعض طلباء کے ساتھ آئے، طارق اکرمی ندوی بھی موجود تھے جو اپنے والد مولانا محمد صادق اکرمی ندوی کے ساتھ منگلور علاج کی وجہ سے آئے تھے، اور رات کو ٹرین جب بھٹکل اسٹیشن پہنچی تو عبدالمنعم رکن الدین، نواب ندوی کی ہدایت پر ان کے بھائی عبدالملک، حماد اور عماد وغیرہ ناشتہ لیے موجود تھے، ان کی والدہ نے حضرت اور ان کے رفقاء کے لیے ناشتہ تیار کر کے بھیجا تھا، تعلق والوں کے تعلق کے عجیب عجیب نمونے دیکھنے کو ملے، گوا میں اور پھر چپلون میں لوگ پہنچے، پھر ٹرین لیٹ ہونے لگی اور دیر سے ہم لوگ ممبئی پہنچے جہاں جوگیشوری میں اسماعیل یاسین بھولا ندوی کے یہاں قیام تھا، اور جمعہ کو پشپک سے لکھنؤ روانہ ہونا تھا مگر ریزرویشن نہ ہونے کی وجہ سے قیام مزید جمعہ کے دن جوگیشوری میں ہوا، اور جمعہ میں مسجد میں خطاب اور عصر بعد گھر کی مجلس سے اہل تعلق مستفید ہوئے۔

جوگیشوری میں جمعہ کا خطاب اور ایک مجلسی گفتگو

کیرالا سے واپسی ممبئی کے راستہ سے طے پائی اور جمعہ جوگیشوری میں ادا کیا گیا جہاں مولانا اسماعیل بھولا ندوی کے مکان پر قیام ہوا، حضرت مولانا نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ:

انسان کا معاملہ یہ ہے جو سنتا ہے جذب کرتا ہے، ہم جو زبان بولتے ہیں وہ پڑھ کر نہیں سیکھی، سن کر مشاہدہ سے سیکھی، جب ہمارا سارا کام نقل پر چل رہا ہے، تو ہمیں چاہیے کہ ہم اچھی باتوں کی نقل کریں، اسلام میں اجتماعی کاموں کی بڑی اہمیت

ہے، نماز، رمضان کے معمولات، حج کا نظام یہ سب اجتماعی ہے، اور اس میں بڑی حکمت ہے، اس لیے اچھا ماحول اختیار کرنا چاہیے، ایک مومن دوسرے مومن سے صرف اسلام کے رشتہ سے ملنے جائے، اس کی بڑی اہمیت ہے۔ نماز دیکھ کر سیکھنے کی تعلیم دی گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"صلوا کما رأیتمونی اصلی"۔

علم اور عقل انسان کو حاصل ہے جانور کو حاصل نہیں، اس پر عمل کر کے انسان بڑی اونچی مخلوق بن جاتا ہے، علم ایسا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے جس سے بہتر چیز سے واقف ہو سکتے ہیں اور ترقی کر سکتے ہیں، دوسرا ذریعہ صحبت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر سن کر جو صحبت ورفاقت اور مشاہدہ سے ایمان اہل ایمان کو حاصل ہوا، وہ اس سے صحابہ کہلائے، اور نبی وانبیاء کے بعد سب سے اونچا مقام ان ذریعہ سے اس کے تقاضوں پر عمل کر کے ان کو حاصل ہو گیا۔

علم کے لیے مدارس ہیں اور بزرگوں کی صحبت ہے، پہلے جگہ جگہ بزرگ ہوتے تھے، ان کی صحبت سے لوگ فائدہ اٹھاتے تھے، ان کی مجلسوں میں بیٹھ کر دین سیکھتے تھے، اب وہ بات کم ہوتی جا رہی ہے۔ انسان حیوان مادی چیزیں ہیں، چھوٹے برے نہیں ہوتے، ان کا جو حجم ہے، اسی حجم میں رہتے ہیں، اور جنات وشیاطین ان کا حجم نہیں ہوتا، وہ ہوا کی طرح اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ شکلیں اختیار کر لیتے ہیں، انسان ان کے بہکاوے میں آسانی سے آجاتا ہے۔

اس وقت نئی نسل کو جو آزمائش پیش آرہی ہے، وہ پہلے والی نسل کو نہیں آئی، ہم اپنے کو الگ نہیں کر سکتے، ہم کو برا ماحول ملے تو ہم پر بھی اثر پڑ سکتا ہے، اللہ تعالیٰ بچائے، ہمیں اپنی نئی نسل کے فکر کی بڑی ضرورت ہے، ان کی تربیت اور ان کے دینی مزاج بنانے کی فکر کرنی چاہیے۔ بڑے سے بڑا ولی لیکن بیٹا برباد ہو گیا۔ باپ نبی لیکن بیٹے کو صحبت خراب مل گئی، تو وحدانیت کی طرف نہیں آسکا، حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے واقعہ کو قرآن مجید نے بیان کیا ہے، دعوت کے کام میں حفاظت بہت ہے، نیکی کی طرف آدمی بڑھتا ہے، جو لوگ تبلیغ کے کام میں لگتے ہیں، وہ اچھا بنتے اور لوگوں کو اچھا بنانے کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔

برائی کو ہلکا لینے اور معمولی سمجھنے سے برائی سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے، برائی کو دیکھتا رہے اور اس کو روکنے کی کوشش نہ کرے تو اس کا نقصان سامنے آتا ہے، برکت اٹھ جاتی ہے، حوادث اور پریشانیاں لاحق ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بھی ہے کہ تم کو جو مصیبت پیش آتی ہے وہ تمہارے کیے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے۔

زندگی کے خطرات ایسے ایسے سامنے ہوتے ہیں، اللہ نہ بچائے تو انسان بچ ہی نہیں سکتا، اللہ تعالیٰ کی رحمت فرماں بردار بندوں کے ساتھ زیادہ ہوتی ہے، نافرمانوں کے ساتھ بھی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے زمین پر جی رہے ہیں، کھا پی رہے ہیں، بعض چیزیں بری لگتی ہیں مگر ان میں انسان کی بھلائی ہوتی ہے۔

اس وقت دو باتوں کی طرف توجہ دلانا ہے:

۱- اگلی نسل کی فکر کرنی ہے، بری صحبت اسے نہ ملے، برا علم نہ ملے۔

یہ میڈیا کیا ہے کہ یہ اخبارات بار بار برائی کو دکھاتا ہے تو اس سے برائی کی اہمیت کم ہو جائے گی۔

۲- ماحول کو بھی درست کرنے کی ضرورت ہے، اور خیر کی طرف مائل کرنے اور بھلائی کی طرف دعوت دینے کا طریقہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے، آپ داڑھی، وضع قطع اچھے لباس میں ہیں، ضروری نہیں کہ بعد میں آنے والی نسل اسی حال میں ہوگی، آپ فکر کریں گے تو وہ اچھی نسل تیار ہوگی، آپ نے اس کی فکر نہیں کی تو جو حالات چل رہے ہیں وہ تو بڑے پر خطر ہیں۔ قرآن مجید میں آیا ہے کہ جب قیامت میں آدمی مصیبت میں مبتلا ہوگا تو کہے گا کاش! میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

اس سے قبل اقصیٰ مسجد میں جمعہ سے قبل خطاب میں حضرت مولانا دامت برکاتہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے اسوۂ مبارک کو تمام امور میں پیش نظر رکھنے کی طرف توجہ دلائی اور عبادات، معاملات، اخلاقی برتاؤ اور سبھی چیزوں کو شرعی احکام کے مطابق عمل کرنے اور سنت کو اختیار کرنے کو کہا، اور بعد نماز جمعہ بڑی پراثر دعا بھی کرائی۔

۳۰ر مئی سے ۲۲ر جون تک کے تین ہفتہ کے سفر میں تین بار ممبئی تشریف آوری ہوئی، جلگاؤں سے ممبئی پھر ممبئی سے گجرات اور پھر گجرات سے ممبئی اور ممبئی سے بھٹکل، کیرالہ اور کنیا کماری کا سفر اور وہاں سے پھر ممبئی جمعرات ۱۹ر جون کو جوگیشوری تشریف آوری اور جمعہ کا دن گذار کر ۲۱ر جون ۲۰۱۴ء سنیچر کو لکھنؤ کے لیے روانہ ہوئے۔ اسماعیل یاسین بھولا ندوی جو کہ پورے سفر میں ساتھ تھے، ممبئی میں ٹھہر گئے اور حضرت مولانا دامت برکاتہم اور ان کے ساتھ مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی، جناب شاہد حسین، مولا سید سبحان ثاقب ندوی، اور راقم الحروف لکھنؤ واپس ہوئے، فالحمدللہ اولاً وآخراً۔

☆☆☆☆☆

منزل بہ منزل

مذاکرۂ علمی دارالقضاء کمیٹی مسلم پرسنل لا بورڈ

منعقدہ بتاریخ: ۲۰، ۲۱ر ستمبر ۲۰۱۴ء مطابق ۲۴، ۲۵ر ذی قعدہ، بروز سنیچر، اتوار

زیر اہتمام: امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ

جاوید اختر ندوی

۲۰، ۲۱ ستمبر ۲۰۱۴ء کو امارت شرعیہ پھلواری شریف کی عمارت میں دوروزہ سیمینار دارالقضاء سے متعلق بعض معاملات اور عدالت عالیہ کی اس سلسلہ میں بعض ہدایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے منعقد ہوا، جس کی افتتاحی نشست میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے تفصیل سے دار القضاء کی اہمیت اور اس سے متعلق مسائل پر روشنی ڈالی اور پھر کلیدی خطاب کے لیے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ صدر جلسہ و صدر بورڈ کو دعوت سخن دی۔

حضرت مولانا نے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے تمہیدی خطاب کو سراہتے ہوئے امارت شرعیہ بہار کے اس سلسلہ میں اقدام کو سراہا، حضرت مولانا نے فرمایا کہ اسلام اور دوسرے ادیان کے ماننے والوں میں بڑا فرق یہ ہے کہ اسلام اجتماعی نظام کو بہت اہمیت دیتا ہے، اور اجتماعی معاملات میں بھی آزاد اور نہ ہی دوسروں کے تابع چھوڑتا ہے، جب کہ دوسرے مذاہب کے لوگ انفرادی معاملات میں آزاد اور اجتماعی معاملات میں حکومت کے پابند ہوتے ہیں، چاہے حکومت کا جو بھی مذہب ہو، اسی لیے یہ جوبات کہی گئی ہے: "الناس علی دین ملوکھم" وہ دوسرے مذاہب کے لوگوں پر صادق آتی ہے، البتہ غیر مسلموں سے مخاطب اور برادران وطن کے اثر سے مسلمان بھی اپنے کو مجبور سمجھنے لگے ہیں، ایسی صورت میں ہمارے علماء کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم سبھی مسلمانوں میں یہ باور کرائیں کہ اسلامی تعلیمات پر عمل انفرادی و اجتماعی دونوں صورتوں میں نہایت ناگزیر ہے، اور اسلام کے حکم پر عمل نہ کرنے سے اگر فسق لازم آتا ہے، اس کے اعلان اور انکار پر تو کفر ہو جاتا ہے، اور آدمی دائرۂ ایمان سے باہر ہو جاتا ہے۔

ایک طبقہ وہ ہے جو ناواقفیت اور غفلت سے اس گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، اور ایک طبقہ وہ ہے جو اسلام سے بے تعلقی کے نتیجہ میں ایسا کرتا ہے، دوسرے طبقہ کو تو پہلے ہمیں ایمان کی طرف لانا ہوگا اور پہلے طبقہ کو تفہیم و تلقین کے ذریعہ اسلام کی تعلیمات پر عمل کے لیے لانا ہوگا، دار القضاء ان لوگوں کے لیے زیادہ کارگر ہے جو غفلت اور ناواقفیت سے غلطی کرتے ہیں اور دوسرے طبقہ کے لیے یہ باور کرایا جائے کہ صحیح مسلمان ہونے کے لیے شرعی حکم ماننا ضروری ہے۔

جناب عبدالرحیم قریشی نے کہا کہ:

مغل حکومت میں قضاء کا نظام مستحکم تھا اور قاضی اور قاضی القضاۃ ہوا کرتے تھے، انگریزوں کے دور میں اس نظام کو نقصان پہنچا، البتہ ۱۸۶۴ء کا جو قانون بنا، اس کے تحت قاضی کو فسخ نکاح کا پورا اختیار دیا گیا، آج دو بڑی ضرورتیں ہیں: ایک تو عام مسلمان کے تعلق سے کہ یہ شریعت کے فیصلوں کو مانیں اور دوسری ضرورت یہ ہے کہ ہم تفہیم شریعت سے کام لیں۔

جناب یوسف حاتم مچھالہ وکیل سپریم کورٹ وممبر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورد، جناب ظفریاب جیلانی ایڈیشنل ایڈوکیٹ جنرل حکومت اتر پردیش اور دیگر حاضر علمای، قضاۃ اور وکلاء نے بھی اظہار خیال کیا۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے مرکزی دارالقضاء کی دوسری نشست میں علماء اور اہل قانون کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

محترم رفقاء وحاضرین جلسہ! کل سے جو گفتگو ہوئی اور جو آراء سامنے آئیں، وہ بہت وقیع تھیں اور جس مسئلہ پر اجتماع بلایا گیا اس پر نہایت سنجیدگی اور ذمہ دارانہ انداز سے غور ہوا، اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم جس ملک میں ہیں وہاں دستور میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن سے ہم کو دین پر چلنا آسان ہوتا ہے، البتہ بعض ایسی شق بھی ہیں جس سے ہم کو تطبیق دینے میں تھوڑی دشواری ہوتی ہے، اس لیے کہ سیکولر بنیاد پر دستور وضع کیا گیا ہے، ہمارے قانونی ذمہ داروں کو اس پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے، کہ عدالت سے جو فیصلے آتے ہیں ان کے کسی فیصلہ سے مسلمان دشواری میں تو نہیں پڑ رہے ہیں، دین وشریعت کے مطابق اپنے معاملات حل کرنے میں پریشانی تو نہیں ہوگی، اس لیے کہ ملک میں عدالت کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور عدالت کی ہدایت پر عمل نہ کرنے کے نتیجے میں دشواری ہو سکتی ہے، چونکہ آج کل میڈیا کا رول صحیح نہیں ہے، اور لوگوں کے سامنے اپنے مادی و اقتصادی مفادات

ہوتے ہیں اور بھی اغراض ہوتی ہیں، اس لیے فتویٰ حاصل کرنے والوں کو بھی دیکھنا چاہیے کہ معاملہ اس سے متعلق ہے یا نہیں ہے، اور جس مسئلہ پر فتویٰ لیا جارہا ہے، اس کی حساسیت کیا ہے؟ کہیں ہمارے کسی فتویٰ کے نتیجہ میں عدالت ایسا حکم دے جس سے شریعت پر عمل کرنا ممکن نہ رہ جائے؟

شریعت پر عمل فرض ہے، جس طرح نماز و روزہ فرض ہے، اسی طرح شریعت کے حکم پر عمل کرنا فرض ہے، دارالقضاء اور دار الافتاء ہماری بڑی ضرورت ہیں اور اس ملک میں یہ نظام الحمدللہ اچھے انداز سے چل رہا ہے، اس کے تحفظ اور اس کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے، ان شاء اللہ جگہ جگہ یہ نظام قائم ہوگا۔

حضرت مولانا مدظلہ کے خطاب کے بعد مولانا سید نظام الدین صاحب مدظلہ امیر شریعت بہار و اڑیسہ کی تحریر پڑھ کر سنائی گئی اور جلسہ کی نظامت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے کی، اس موقع پر علماء، قضاۃ اور ملک کے ممتاز قانون داں حضرات کی آراء بھی لی گئیں، اور دار القضاء اور دار الافتاء کے ذمہ داروں اور قاضیوں نے اپنے طریقہ کار کی بھی وضاحت کی جس پر قانون داں حضرات نے نہایت اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس طریقہ کار سے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کو صحیح واقفیت ہو تو وہ ہماری تائید ہی کریں گے۔

اس پر مولانا قاضی محمد قاسم مظفر پوری اور قاضی عبدالجلیل قاسمی اور قاضی آسام مولانا یوسف علی صاحبان نے اپنے تجربوں کی روشنی میں باور کرایا کہ اگر ہمارے بعض فیصلے کورٹ میں گئے بھی تو کورٹ نے ہمارے فیصلوں کی تائید کی، ورنہ اس کی ضرورت ہی فریقین نے نہیں محسوس کی کہ وہ کورٹ جائیں، جبکہ امارت شرعیہ بہار کے دارالقضاء کے ۹۶ سال ہو رہے ہیں، اور تقریباً اس کی ایک صدی کی تاریخ پوری ہونے کو ہے پھر اس کی قضاء کی تاریخ ایسی صاف وشفاف ہے۔

نظام قضاء کا عدالتوں سے کوئی ٹکراؤ نہیں

شرعی عدالتیں انصاف فراہم کرنے کا آسان متبادل ہیں، مسلمان قلبی آمادگی کے ساتھ دارالقضاء سے تنازعات حل کرائیں، ہمارے اس نظام قضاء کا عدالتوں سے کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔ یہ پیغام مسلم پرسنل لا بورڈ کے ذمہ داروں نے دیا۔

دارالقضاء اور محکمہ شرعیہ کا موجودہ نظام نہ صرف یہ کہ شرعی قوانین پر مبنی ہے، بلکہ اس میں پوری شفافیت برتی جاتی ہے، ملکی قوانین اور سرکاری عدالتوں سے اس کا کوئی ٹکراؤ نہیں ہے، اور نہ سپریم کورٹ کی طرف سے ان کے کام پر کوئی بندش لگائی گئی ہے، بلکہ یہ انصاف فراہم کرنے کا ایک آسان متبادل طریقہ ہے جس میں کم سے کم اخراجات اور کم سے کم وقت میں لوگوں کو انصاف فراہم ہوتا ہے، ان خیالات کا اظہار آج یہاں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی دار القضاء کمیٹی اور امارت شرعیہ کے اشتراک سے منعقد خصوصی اجلاس میں ملک کی مختلف ریاستوں سے آئے ممتاز علمائے کرام، ارباب قضاء وافتاء اور وکلاء نے کیا۔

دوروزہ مذاکرہ کے آخری دن حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صدر بورڈ نے اپنے کلیدی خطاب میں فرمایا کہ:

دار القضاء کے نظام کو تقویت پہنچانے کے لیے مسلمان خود اپنی قلبی آمادگی کے ساتھ احکام شریعت سے رجوع کرنے کا مزاج بنائیں اور دار القضاء کے ذریعہ اپنے تنازعات کو طے کیا کریں۔

امیر شریعت مولانا سید نظام الدین مدظلہ نے اپنے صدارتی کلمات میں کہا کہ: قضاء ایک ایسا دینی فریضہ ہے جو ماں کی پیٹ سے قبر کی گود تک ہے، جو مسلمانوں کے لیے ایسے ہی ضروری ہے، جیسے ایمان واسلام۔

جناب محمد عبدالرحیم قریشی اسسٹنٹ جنرل سکریٹری بورڈ نے کہا کہ: ۱۸۶۴ء کے قانون میں قاضی کے سابقہ اختیارات کو ختم نہیں کیا گیا ہے، اس لیے دارالقضاء کا عائلی مقدمات کو لینا اور مسلم پرسنل لا کے مطابق اس کا فیصلہ کرنا قانون کے دائرہ میں آتا ہے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی سکریٹری بورڈ نے واضح کیا کہ: ہندوستان میں قضاء کا نظام بہت ہی قدیم ہے، یہاں تک کہ مسلم عہد حکومت سے پہلے بھی قضاء کا نظام قائم تھا، اور آج بھی الحمدللہ لوگ اپنی خوشی اور آمادگی کے ساتھ دار القضاء سے رجوع کرتے ہیں اور شاذ ونادر ہی ایسے واقعات پیش آتے ہیں، جن میں یہاں کے فیصلوں کو عدالت میں چیلنج کیا گیا ہو۔

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے استقبالیہ کلمات کہے اور نظام قضاء کی اہمیت و افادیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

مولانا عتیق احمد بستوی کنوینر دار القضاء کمیٹی نے دارالقضاء کے دستور العمل کا خاکہ پیش کیا، جس کو بعض ترمیمات کے ساتھ منظور کیا گیا۔

مفتی اشرف علی امیر شریعت کرناٹک نے اجلاس کے انعقاد کو وقت کی ایک اہم ضرورت اور مستقبل میں کام کرنے والوں کے لیے سنگ میل قرار دیا۔

اجلاس میں ملکی قانون اور سرکاری عدالتی فیصلوں کے پس منظر میں نظام قضاء اور محکمہ شرعیہ کے طریقہ کار پر غور کیا گیا۔ اور یہ واضح کیا گیا کہ شریعت کے قوانین پر عمل کرنے سے مسلمانوں کے لیے نہ صرف آخرت کی نجات متعلق ہے بلکہ یہ دنیا میں بھی ان کے لیے کامیابی کی ضامن ہے، اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے مسلمانوں پر اس بات کو واجب قرار دیا ہے کہ وہ اپنے تنازعات شریعت کے مطابق عمل کریں جیسے ان کے لیے عبادات میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کی پابندی ضروری ہے، اسی طرح معاملات میں بھی یہ بات ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو احکام شریعت پر قائم رکھیں، اس اجلاس نے علماء اور ملت کے ذی اثر و ذمہ دار افراد سے بھی اپیل کی ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس بات کی تلقین کریں کہ وہ اپنے عائلی معاملات میں اپنے علاقے میں قائم دارالقضاء سے رجوع کیا کریں اور قرآن وسنت کے حکم کے مطابق اس کے فیصلوں کے سامنے سر جھکا دیا کریں، نیز مسلم سماج کی ذمہ داری ہے کہ وہ سماجی سطح پر ایسا ماحول بنائیں کہ لوگ نہ صرف دارالقضاء کی طرف رجوع کریں بلکہ وہ اس پر پورا پورا عمل بھی کریں اور جذبۂ ایمانی کی بنیاد پر ان سے فیصلوں کو تسلیم کرایا جائے۔

اس مسئلہ کی شرعی پہلوؤں پر علماء، واصحاب افتاء وقضاء نے گفتگو کی جن میں مولانا قاضی قاسم مظفر پوری، مولانا محمد جسیم الدین رحمانی، قاضی عبدالجلیل قاسمی، مولانا محمد زین الاسلام مفتی (دیوبند)، مولانا محمد رفیق قاسمی (دہلی)، مولانا خالد رشید فرنگی محلی (لکھنؤ)، مفتی نذر توحید، مفتی سہیل احمد قاسمی، قاری محمد عتیق (کلکتہ)، مفتی یوسف (آسام)، مولانا عبید اللہ اسعدی (بانده) کی ممتاز شخصیت اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے عالمانہ اور بلیغ خطاب فرمایا اور دعائیں کیں، حضرت مولانا مدظلہ نے فرمایا کہ:

بیشک خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ رب العزت نے اپنے گھر کا مہمان بنایا ہے، اس مقدس سرزمین پر تشریف لے جا رہے ہیں جہاں دن رات مسلسل انوار کی بارش ہوتی رہتی ہے، جس کی کوئی مثال نہیں ملتی، رحمت، برکت اور دعاؤں کا ایک ایسا میل جو آپ پر ایمان کی ایک کیفیت طاری کر دے گا اور آپ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے فیضیاب ہوں گے۔

رضائے الٰہی کے لیے سنت نبویؐ کو شیوہ بنائیں

حضرت مولانا نے عازمین حج کو تلقین کی کہ: آپ اس پورے سفر میں عشق الٰہی کا ثبوت پیش کریں، سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کی عظیم قربانیوں کا نقل کرنے جا رہے ہیں، اس جذبہ کے ساتھ جائیں کہ ہم رضائے الٰہی کے لیے کوئی بھی قربانی دینے کے لیے تیار رہیں گے، ہم ذاتی منفعت کو ترک کر کے جو بھی کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے کریں گے اللہ تعالیٰ اس کو پسند فرمائیں گے اور اس کا اللہ تعالیٰ بہتر اجر دیں گے۔

مولانا مدظلہ نے تمام عازمین کرام، حاضرین مجلس اور پوری امت کے لیے خیر کی دعائیں کیں، ساتھ ہی تمام عازمین کرام سے زیادہ سے زیادہ دعائیں مانگنے اور اپنی دعاؤں میں سب کو شامل کرنے کی تلقین کی۔

مجلس سے مولانا مفتی احمد (دیولہ، گجرات) نے بھی خطاب کیا اور اسلام کے اس اہم رکن یعنی فریضہ حج کی اہمیت پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اس موقع

پر ریاستی حقوق انسانی کمیٹی کے چیئرمین جسٹس بلال نازکی نے تمام عازمین کو مبارک باد دی اور کہا کہ بیشک خوش قسمت ہیں وہ افراد جنہیں حج کی سعادت نصیب ہو رہی ہے، انہوں نے کہا کہ ہم نبیؐ کے پیغامات کو عام کریں اور ان کی سنتوں کی پیروی کریں، جس حقوق انسانی کے تصور کی بات کی جا رہی ہے، حضورؐ نے اسے ۱۴۰۰ سال قبل پیش کر دیا تھا، حضورؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو آخری خطبہ دیا تھا وہ آج بھی پوری دنیا کے لیے حقوق انسانی کا سب سے بہتر چارٹر تصور کیا جا سکتا ہے۔ حج انتظامات کے تعلق سے اعلیٰ اختیاری کمیٹی کے چیئرمین جسٹس مولانا بلال نازکی نے اس موقع پر بتایا کہ انہوں نے اس سلسلے میں اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے، رپورٹ پر عمل ہوا تو ان شاء اللہ عازمین حج کی سہولتوں میں اضافہ ہوگا۔ اس سے قبل ریاست کے وزیر اقلیت نوشاد عالم اور حج کمیٹی کے چیئرمین مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے بھی خطاب کیا۔ حاجی حسن احمد قادری نے بھی مختصر باتیں کہیں۔

مجلس کا باضابطہ آغاز حافظ مولانا دانش قاسمی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، سید وجیہ الدین نے نعتیہ کلام پیش کیے، مجلس کی نظامت مولانا مفتی سہراب ندوی نے کی، دعائیہ مجلس میں ممتاز عالم دین مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی (معتمد تعلیم ندوۃ العلماء لکھنؤ)، جناب سید ناطق حسن قادری، جناب شاہد حسین، ممتاز وکیل ظفریاب جیلانی، محکمہ اقلیتی فلاح کے پرنسپل سکریٹری عامر سبحانی، حج کمیٹی کے سی.ای.او. راشد حسین، عبدالباری صدیقی روزنامہ قومی تنظیم کے ایڈیٹر اجمل فرید سمیت کثیر تعداد میں دیگر سرکردہ افراد بھی شریک ہوئے۔

☆☆☆☆☆

گلوں کو خار سمجھا جا رہا ہے

گلوں کو خار سمجھا جا رہا ہے — تبسم عار سمجھا جا رہا ہے
وہی ہے آفت دل، دشمن جاں — جسے دلدار سمجھا جا رہا ہے
زمانے سے جو مار آستیں ہے — اسے اب یار سمجھا جا رہا ہے
چمن کی زندگی ہوں اور مجھ کو — چمن بربار سمجھا جا رہا ہے
خزف ریزہ خزف ریزہ ہے لیکن — درشہوار سمجھا جا رہا ہے
ہزاروں بجلیاں جس کا مقدر — اسے گلزار سمجھا جا رہا ہے
ہمارے شہر کے کشکول زادے — انھیں خوددار سمجھا جا رہا ہے
مسیحائی جنہیں دی ہے خدائے — انہیں خوددار سمجھا جا رہا ہے
بہاراں میں جو کام آئے ہیں فیصل — انہیں غدار سمجھا جا رہا ہے

مولانا خالد فیصل ندوی غازیپوری

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی جدید و دیدہ زیب طباعت

تاریخ دعوت وعزیمت

(حصہ چہارم)

یعنی حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ (۹۷۱-۱۰۳۴ھ) کی مفصل سوانح حیات، اُن کا عہد اور ماحول، اُن کے عظیم تجدیدی وانقلابی کارنامہ کی اصل نوعیت کا بیان، اُن کا اور اُن کے سلسلہ کے مشائخ کا اپنی اور بعد کی صدیوں پر گہرا اثر پڑا، اور ان کی اصلاحی وتربیتی خدمات۔

صفحات: ۳۷۲ قیمت: ۲۵۰

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام

ندوہ کیمپس، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

فون نمبر: 0522-2741539، موبائل نمبر: 9889378176

ای میل۔ airpnadwa@gmail.com

رپورٹ

'المواھب اللطیفہ' کی تقریب رسم اجراء

سید سبحان ثاقب ندوی

نام کتاب: ''المواهب اللطيفة فی شرح مسند الإمام أبی حنيفة''.
تصنیف: شیخ محمد عابد سندھی
تحقیق: ڈاکٹر تقی الدین ندوی

جامعہ اسلامیہ قلندر پور مظفر پور کی عالی شان مسجد میں رسم اجراء کی تقریب عمل میں آئی، جس میں اطراف کے مدارس کے ذمہ داران اور ضلع کے علماء نے اچھی تعداد میں شرکت کی، سات حصوں پر مشتمل یہ کتاب فقہ حنفی کا بڑا مرجع ہے، جس کو شیخ محمد عابد سندھی نے بہت مدلل کردیا ہے، اس کی اس کے شایان شان اشاعت کے لیے اللہ تعالیٰ نے مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی کو کھڑا کیا، انہوں نے اپنی تحقیق وتعلیق کے ساتھ اس کی اعلیٰ طباعت کا نظم کیا۔

اس کے افتتاحی جلسہ میں صدر جلسہ ناظم ندوۃ العلماء وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کے علاوہ مہمان خصوصی کے طور پر مولانا خلیل الرحمٰن سجاد ندوی نے بھی شرکت کی اور خطاب بھی کیا۔

مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی نے کہا: میں نے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ کی دعاؤں میں یہ تاثیر دی ہے کہ نظام عالم بدل سکتا ہے، میری کیا حیثیت یہ سب حضرت شیخ کی دعاؤں، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی توجہات کا اثر ہے اور حضرت مولانا محمد احمد پرتاپ گڑھی کی دعاؤں کا فیض ہے۔

ہمارے پاس جو اعتدال کی راہ، علم کا ذخیرہ، دعوت کا حوصلہ اور قربانی کا جذبہ اور دنیا کی قیادت کا مزاج ہے، اس کی نظیر دنیا میں نہیں ہے، ہمارے علماء نے جو دینی، علمی، ملی، فقہی خدمات پیش کی ہیں، ضرورت تھی کہ ان سے عالم اسلام کو متعارف کرایا جائے، ہم نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی کتابوں سے آغاز کیا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور شیخ محمد عابد سندھیؒ تک پہنچایا، شیخ محمد عابد سندھیؒ بہت بڑے عالم ومحدث وفقیہ تھے اور مدینہ منورہ میں مقیم تھے، ہمارے اکابر علماء دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے استاد اور علامہ عبدالغنی محدث دہلویؒ کے استاد تھے۔

ان کی کتاب المواہب اللطیفۃ، مسند الامام ابی حنیفۃ کی شرح ہے، اور اس کی نسبت حرم شریف سے اس طرح ہے کہ یہ شرح مکہ مکرمہ میں انہوں نے لکھی، اسی لیے میں نے پہلا نسخہ امام حرم وصدر ائمہ حرمین شریفین شیخ عبدالرحمٰن السدیس کو مکہ مکرمہ میں پیش کیا، اس وقت ان کے پاس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے وائس چانسلر اور جامعۃ الامام محمد بن سعود ریاض کے وائس چانسلر بھی موجود تھے، پھر شیخ عبداللہ بن عبدالمحسن ترکی جنرل سکریٹری رابطہ عالم اسلامی کو پیش کیا۔

یہاں جامعہ اسلامیہ مظفر پور قلندر پور اعظم گڑھ میں رسم اجراء کی تقریب منعقد کی اور اپنے مخدوم ومربی حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کو اس کے لیے دعوت دی کہ مولانا مدظلہ ہمارے استاذ ومحسن ہیں، اور ان کا ہمارے شیخ اول حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ اور شیخ ثانی حضرت مولانا محمد احمد پرتاپگڑھی سے بھی تعلق تھا، اس تعلق اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کا تعلق کہ ان کے تو جانشیں ہیں اور ان سب کے علاوہ بذات خود وہ عالم اسلام کی بڑی اہم شخصیت ہیں۔

حدیث شریف کی نسبت بہت عالی نسبت ہے، یہ مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اس کی برکات سبھی کو حاصل ہوں گی جو جو یہاں موجود اور حاضر ہیں۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے فرمایا:

حدیث شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے، اس سے تعلق اور اس کی خدمت بڑا بابرکت اور مقدس کام ہے، اللہ تعالیٰ نے مولانا تقی الدین ندوی کو شروع سے اس میں لگنے کی توفیق دی، اور انہوں نے اپنی عمر اس میں کھپادی، پہلے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی خدمت میں جاکر پھر تدریس حدیث شریف کے ذریعہ اور اب تصنیف وتحقیق کتب حدیث کے ذریعہ وہ خدمات انجام دے رہے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے اس خدمت وسعادت کے لیے قبول کیا، ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑا نوازا ہے۔

امام ابوحنیفہ کے تخریج کردہ مسائل کے مطابق عمل کرنے والوں کی دنیا میں اکثریت ہے یہ کتاب ان سب کے لیے بڑی تقویت کا باعث بنے گی، خاص طور سے ہمارے اساتذہ وطلبہ کے لیے زیادہ افادیت کا کام ہے، مجھے اس کی بڑی قدر ہے اور یہاں شرکت سے جو سعادت ملی، یہ ہمارے لیے عزت کی بات ہے۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے اس علمی و دینی پروگرام میں شرکت کے لیے ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کے ہمراہ معتمد تعلیم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی، جناب شاہد حسین، مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی اور راقم الحروف کے علاوہ مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی مدیر مرکز الامام ابی الحسن الندوی رائے بریلی، مولانا معاذ ندوی کاندھلوی استاذ ادب عربی جامعہ مظاہر علوم سہارنپور اور عزیزی سید محمد امین حسنی ندوی بھی ساتھ تھے۔

اعظم گڈھ کے اطراف کے مدارس کے اساتذہ وعلماء بالخصوص سلطان پور سے مدرسہ سیدنا عمر فاروقؓ کے مہتمم مولانا سہیل احمد ندوی، مولانا عبدالعظیم ندوی بن حضرت مولانا عبدالحلیم جون پوری مرحوم، مولانا جمال احمد ندوی (مئو)، دارالمصنفین سے مولانا عمیر الصدیق دریابادی ندوی، مولانا کلیم صفات اصلاحی اور مدیر الفرقان لکھنؤ مولانا خلیل الرحمٰن سجاد ندوی کے فرزند بلال سجاد ندوی نے بھی شرکت کی، یہ روح پرور اجتماع بعد مغرب دوشنبہ ۸ ستمبر ۲۰۱۴ء کو جامعہ کی مسجد میں منعقد ہوا۔

☆☆☆☆☆

چغل خور کے لیے شدید وعید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا يدخل الجنة نمام". [صحیح مسلم] (چغل خور جنت میں نہیں جائے گا)۔

بعض روایات میں (قتات) کا لفظ ہے، دونوں کے معنی ایک ہی ہیں، چغل خوری کا مطلب ہے: لڑائی، جھگڑا کرانے یا بڑھانے کی نیت سے ایک شخص کی بات سن کر دوسرے کو پہنچانا، یہ مرض ہمارے معاشرے میں عام ہے۔

حکم تو یہ ہے کہ اگر دو دوست، دو بھائی یا دو رشتے دار آپس میں لڑے ہوئے ہوں تو ایک تیسرا شخص دونوں کے سامنے ایک دوسرے کی بابت ایسی باتیں بیان کرے کہ انہیں سن کر ان کی آپس کی کدورتیں اور نفرتیں ختم یا کم ہوجائیں، اور وہ ایک دوسرے کے قریب آجائیں حتیٰ کہ اس کے لیے اسے اپنی طرف سے جھوٹی باتیں بنا کر کہنی پڑیں تو بھی جائز ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے، اور بھلائی کی بات کرتا اور بھلائی ہی کی بات دوسروں تک پہنچاتا ہے)۔ [صحیح بخاری]

امام ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے نہیں سنا کہ تین صورتوں کے علاوہ بھی کسی موقع کے لیے جھوٹ بولنے کی رخصت دی گئی ہو۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام میں صلح کی کتنی زبردست اہمیت ہے کہ اس کے لیے جھوٹ بولنا بھی جائز ہے، اسی سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوجاتی ہے کہ جب صلح کی یہ اہمیت ہے تو لوگوں کو باہم لڑانا اور جلتی پر تیل ڈالنا کتنا سنگین جرم ہوگا، ملال یہ ہے کہ بالعموم لوگوں کو اس جرم عظیم کے ارتکاب میں بڑی لذت محسوس ہوتی ہے۔

☆☆☆

ہندی ماہنامہ "سچاراہی"

آج کل ہمارے ملک کے عصری تعلیم یافتہ مسلمانوں کی اکثریت صرف ہندی جانتی ہے، ایسے بھائیوں میں اسلامی ثقافت، اسلامی اخلاق اور دینی معلومات عام کرنے کے لیے ندوۃ العلماء نے ہندی ماہنامہ "**سچاراہی**" جاری کیا ہے جو بارہ برسوں سے یہ خدمت انجام دے رہا ہے، "**تعمیر حیات**" کے قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے حلقہ کے ہندی دانوں میں اس کا تعارف کرا کر خریدار بننے کی ترغیب دیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔

"سچاراہی" کا سالانہ زرتعاون -/150 روپے ہے۔

رابطے کے لیے:

منیجر "سچاراہی" ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر 93 لکھنؤ۔ پن نمبر 226007

فون نمبر: 0522 - 2740406

فقہ وفتاویٰ

سوال وجواب

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

سوال : قربانی کے لیے کئی جانور چند لوگوں کی شرکت سے خریدے گئے، مگر ان میں سے کچھ لوگوں کا نام قربانی کے وقت نہیں لیا گیا اور ان کی رقم بھی بچ گئی، سوال یہ ہے کہ اس بچی ہوئی رقم کا مصرف کیا ہوگا؟

جواب : جن کی طرف سے غلطی کی بنا پر قربانی نہیں ہوسکی، ان کی رقم ان کو واپس کردی جائے تاکہ وہ ان رقوم کو صدقہ کردیں کیونکہ قربانی کے ایام ختم ہوجانے کی وجہ سے قربانی تو نہیں کی جاسکتی لیکن رقم کا صدقہ کرنا واجب ہے۔[ردالمحتار:۶/۳۲۱]

سوال : ایک شخص قربانی کے لیے بکرا خریدا لیکن اہلیہ کی بیماری کی وجہ سے ہاسپٹل میں رہنا پڑا اور قربانی کے دن گذر گئے، اب اس بکرے کو کیا کیا جائے؟ کیا قربانی کرنی ہوگی یا اس کا صدقہ کرنا ہے؟

جواب: عذر کی وجہ سے جب قربانی کے دنوں میں قربانی نہیں کرسکتا تو اس بکرے کو صدقہ کرنا واجب ہے، "واذا مضی وقتها وجب علیه التصدق بها حیة ".[ردالمحتار:۶/۳۲۱]

سوال : سات لوگوں نے مل کر ایک بڑا جانور قربانی کے لیے خریدا، قربانی سے ایک دن قبل ان میں سے ایک شخص کا انتقال ہوگیا، دوسرے دن جانور کی قربانی ہوئی، اور میت کی طرف سے ان کے حصہ کی قربانی ہوئی تو یہ قربانی درست ہوئی یا نہیں؟ دیگر شرکاء کی قربانی پر کوئی اثر تو نہیں پڑے گا؟

جواب : جس شریک کا انتقال ہوا، ان کے وارثین میں سے بالغ وارث کی اجازت سے قربانی ہوئی ہے تو یہ قربانی درست ہوئی اور دیگر شرکاء کی قربانی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔[مجمع الانھر:۴/۱۷۳]

سوال : ایک شخص نے ایک بھینس کی قربانی کی، خریدتے وقت تھن کی لڑوں پر نظر نہیں پڑی، جب جانور کی قربانی ہوگئی اور کھال نکالی جانے لگی تو معلوم ہوا کہ تھن میں چار لڑوں کے بجائے دو ہی لڑیں ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا یہ عیب تو نہیں کہلائے گا؟ کیا قربانی ہوئی یا نہیں؟

جواب : تھن میں چار لڑوں کے بجائے صرف دو کا ہونا عیب ہے خواہ کسی آفت کی وجہ سے دو لڑیں ضائع ہوگئی تھیں یا پیدائشی نہیں تھیں، اس کی قربانی درست نہیں ہوئی۔[فتاویٰ عالمگیری:۵/۲۹۹]

سوال : ایک شخص ایک بھینس کی قربانی کی جس کے تھن کی لڑیں پیدائشی طور پر دو تھیں لیکن یہ دو اس طرح تھیں کہ دودھ دوہتے وقت ہر ایک سے دو دو دھاریاں نکلتی تھیں اور عام بھینسوں کی لڑوں سے زیادہ موٹی تھیں سوال یہ ہے کہ اس کی قربانی درست ہوئی یا نہیں؟

جواب : دو لڑیں اس طرح ہوں کہ وہ چار کی طرح ہوں اور چار دھاریاں بھی نکل رہی ہوں تو یہ عیب میں داخل نہیں ہیں اور اس کی قربانی درست ہوگئی۔[حوالہ سابق]

سوال: قربانی کے لیے جانور کو زمین پر گرایا جس سے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی تو کیا اس کی قربانی ہوئی یا نہیں؟

جواب : قربانی کے وقت جانور کو گرانے سے اگر کوئی عیب پیدا ہوجائے تو اس سے قربانی میں کوئی خرابی نہیں لازم آتی اور قربانی درست ہوتی ہے۔[ردالمحتار:۵/۲۰۷]

سوال : ایک شخص نے اپنے لڑکے کی شادی کی اور ۱۱ر ذی الحجہ کو ولیمہ کیا، انھوں نے ولیمہ کی نیت سے قربانی کے جانور میں ایک دو حصے لیے، اور اس گوشت کو ولیمہ میں کھلایا اب یہاں یہ سوال ہوا کہ ایک جانور میں دو حصے ایسے تھے جو قربانی کی نیت سے نہیں تھے بلکہ ولیمہ کی نیت سے تھے کیا دیگر لوگوں کی قربانی ہوئی یا نہیں؟

جواب: ولیمہ مسنون کی نیت سے قربانی کے جانور میں حصہ لینے سے کسی کی قربانی باطل نہیں ہوگی، جس طرح عقیقہ کی نیت سے حصہ لینے سے قربانی باطل نہیں ہوتی، اس لیے تمام شرکاء کی قربانی ہوگئی۔[ردالمحتار:۵/۲۰۷]

سوال : چھ شریکوں نے مل کر ساتواں حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی میں دیا تو سوال یہ ہے کہ یہ قربانی ہوئی یا نہیں؟

جواب : اگر چھ شرکاء نے ساتواں حصہ مل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دیا ہے تو یہ قربانی درست ہوئی، مولانا اشرف علی تھانویؒ اور کئی اہم اصحاب فقہ وفتاویٰ نے جواز کی صراحت کی ہے۔[امداد الفتاویٰ:۳/۵۷۳]

سوال : دو شخص نے مل کر ایک بکرا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام قربانی کی غرض سے خریدا اور اس کی قربانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دی تو یہ قربانی ہوئی یا نہیں؟

جواب: ایک بکرا صرف ایک آدمی کی طرف سے قربانی میں ذبح کیا جاسکتا ہے جب کہ اس سے واجب ادا کرنا مقصود ہو، اگر کئی آدمی مل کر ایک بکرا قربانی کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا ثواب پہنچادیں تب بھی درست ہے، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو جانوروں کی قربانی کی، ایک اپنی طرف سے اور ایک اپنی امت کی طرف سے کی۔[طحطاوی:۲/۳۰۲] اس روایت سے معلوم ہوا کہ واجب قربانی کے علاوہ اگر چند لوگ برائے ایصال ثواب کسی ایک کی طرف سے قربانی کریں تو یہ قربانی درست ہوگی۔ تفصیل امداد الفتاویٰ: ۳/۵۷۳ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

R.K. JEWELERS
Haji Abdurrouf Khan
Haji Mohd. Fahim Khan
Sari Bans, Chowk, Lucknow
Ph: 0522-2267910 - Mob.: 9415108039

Res: 2226177
Akbari Gate
2268845
Shop: 9415002532
2613736
3958875
سونے چاندی کی دنیا میں ۷۵ سالہ دیرینہ نام
حاجی صفی اللہ جویلرس
ہمارا نیا شوروم
پروپرائٹر: محمد اسلم
گڑبڑ جھالہ کے سامنے امین آباد لکھنؤ
HAJI SAFIULLAH JEWELLERS
Aminabad, Lucknow-18

Hafiz
Tailors
SPECIALISTS IN : SUIT & SHERWANI
Mobile 9415467665

ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز
اعلیٰ کوالٹی، جدید ڈیزائن کے ساتھ
Shirt, Trousers, Coats, Embroidered Sherwanis, Pullowers, Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & Ties
شادی بیاہ، تیوہار اور تقریبات کے لئے شاندار ذخیرہ، تشریف لائیں قابل بھروسہ برانڈ
menmark Men's Exclusive
MFG, Wholesale, Export & Retail
58, Halwasia Market, Hazratganj, Lucknow-226001

پروپرائٹر: ولی اللہ
ولی اللہ جویلرس
WALIULLAH
Jewellers
All Kinds of Gold, Silver
& Diamond Jewellery & Stone Jewellery
Mob. 9415090544, 9936672278
Phone Shop: 0522-4071424
e-mail : waliullahjewellers@gmail.com
Jutey Wali Gali,Near Mumtaj Inter College
Aminabad, Lucknow-18

ممبئی کے قارئین کی خدمت میں
ممبئی کے قارئین "تعمیر حیات" سے گزارش ہے کہ "تعمیر حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔
ALAUDDIN TEA
44, Haji Building S.V. Patel Road
Null Bazar, Mumbai-400003
Tele Add Cupkettle
Ph: 23460220-23468708

Despatch Date, 10-12 / 25-27

Fortnightly

TAMEER-E-HAYAT

Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

E-mail : nadwa@sancharnet.in
www.nadwatululama.org

Vol. No. 51 Issue No.24

25 October 2014

Booking Open

2 BHK / 3 BHK & 4BHK
Premium Flats Available
at Affordable Prices

SAITECH GRACE

An Ideal House You Truly Deserve

FACILITIES /AMENITIES

24X7 security system, Intercom / EPABX system from Entrance Gate, Power Backup through Generator, Internet connectivity, Pressurized water supply system, High quality single lever bathroom fittings, Open and covered car parking, Children play ground, Jogging / walking track, Gymnasium provision, Automatic high speed lifts, Fire Fighting System, Ample open and covered (stilt and basement) car parking space, Visitor's Parking.

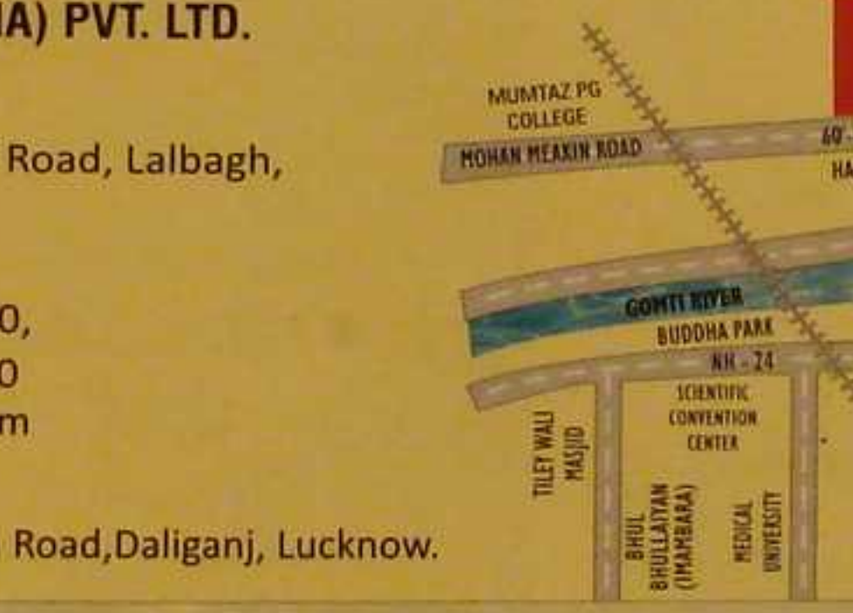

BUILDERS & DEVELOPERS
SAITECH INFRASTRUCTURE PVT. LTD.
MAS COLONISERS (INDIA) PVT. LTD.

Corporate Office
06-F.F., Natraj Complex, 11 B.N. Road, Lalbagh,
Lucknow - 226001
Tele Fax : +91-522-4077160
Mob.:7071327555, 9450200000,
9450931440, 9415022240
Website : www.saitechbuilders.com
E-mail : saitechinfra@gmail.com

Site Office 485/8, Mohan Meakin Road,Daliganj, Lucknow.

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ

روغنیات، عرقیات، کولر پرفیوم، کار پرفیوم، روم فریشنر، فلور پرفیوم، روح گلاب،
روح کیوڑہ، عرق گلاب، عرق کیوڑہ، اگربتی، ہربل پروڈکٹ

خوشبودار عطریات

کی ایک قابل اعتماد دوکان

ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

تیار کردہ

اظہار سن پرفیومرس

IZHARSON PERFUMERS

اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ

H.O. : Akban Gate, Chowk, Lucknow.
Tel : 0522-2255257 Mobile : +91-9415009102
Branch : C-5, Janpath Market, Hazratganj